﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۰ | جمعۃ المبارک ۲۸/نومبر ۲۰۰۳ء | ۴/شوال ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲۸/نبوت ۱۳۸۲ ہجری شمسی | شمارہ ۴۸

صابر کی عزت

حضرت ابوکبشہ انماریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
تین باتیں مَیں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں انہیں اچھی طرح یاد رکھو۔ کسی بندے کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔ جب کسی پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لئے فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (جامع ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔

”حضرت داؤد زبور میں فرماتے ہیں کہ مَیں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر مَیں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو دربدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے؟ یا اُن کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایک ذکر کیا ہے کہ ایک دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ وہ گرنے والی تھی اس کے نیچے خزانہ تھا۔ لڑکے ابھی نابالغ تھے۔ اس دیوار کے گرنے سے اندیشہ تھا کہ خزانہ ننگا ہو کر لوگوں کے ہاتھ آجائے گا۔ وہ لڑکے بیچارے خالی ہاتھ رہ جاویں گے تو اللہ تعالیٰ نے دو نبیوں کو اس خدمت کے واسطے مقرر فرمایا۔ وہ گئے اور اس دیوار کو درست کر دیا کہ جب وہ بڑے ہوں تو پھر کسی طرح ان کے ہاتھ وہ خزانہ آجاوے۔ پس اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ ﴿وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا﴾ (الکہف:۸۳) یعنی ان لڑکوں کا باپ نیک مرد تھا جس کے واسطے ہم نے ان کے خزانہ کی حفاظت کی۔ اللہ تعالیٰ کے ایسا فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے کچھ اچھے نہ تھے اور نہ اچھے ہونے والے تھے۔ ورنہ یہ فرماتا کہ یہ اچھے لڑکے ہیں، صالح ہیں اور صالح ہونے والے ہیں۔ نہیں بلکہ ان کے باپ کا ہی حوالہ دیا کہ ان کے باپ کی نیکی کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔ دیکھو یہی تو شفاعت ہے۔

وہ لوگ جو بڑے بڑے ادعا کرتے ہیں کہ ہم یوں نیکی کرتے ہیں اور متقی ہیں مگر ان کے یہ دعوے قرآن شریف کے مطابق نہیں ہوتے اور نہ اس کسوٹی پر صادق ثابت ہوتے ہیں کیونکہ وہ فرماتا ہے ﴿وَھُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ﴾ (الاعراف:۱۹۷) ﴿اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال:۳۵)۔

تو اس وقت افسوس سے ہمیں ان لوگوں کی ہی حالت پر رحم آتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اصل سبب اس کا یہ ہے کہ ان کا صدق و وفا اور اخلاص خدا کے نزدیک اس درجہ کا نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسروں کے شرک سے قابل نفرت ہو گیا ہوا ہوتا ہے۔ ایمان کم ہوتا ہے اور لافیں زیادہ ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا﴾ (الاحزاب:۶۳) بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کو وعدہ خلاف یا جھوٹا کہیں اور اس کی نسبت الزام کا خیال بھی کریں۔ اصل میں ایسے لوگوں کا ایمان ناکارہ ہوتا ہے جو لعنت کے مورد ہوتے ہیں، نہ رحمت کے۔ وہ اصل میں خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ۔ بھلا خَلق نے تو دھوکہ کھا بھی لیا مگر وہ جس کی نظر اندرون در اندرون پہنچتی ہے وہ کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اُس نے بھیجے ہیں تا لوگ اُن کے نقش قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تک پہنچے اسی طرح اور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو“۔ (ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، صفحہ ۱۸۲۔۱۸۴)

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور دین کی ترقی کے لئے اپنے اموال خرچ کریں۔

چندہ تحریک جدید میں پاکستان دنیا بھر کی جماعتوں میں اوّل، امریکہ دوم اور جرمنی سوم رہا۔

انفاق فی سبیل اللہ کا ایمان افروز مضمون اور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷/ نومبر ۲۰۰۳ء)

(لندن ۷/نومبر): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۲ کی تلاوت کی جس میں انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کے اموال کو سات سو گنا تک بڑھائے جانے کا بیان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج حسب دستور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے لیکن اس سے پہلے چند باتیں عرض کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں مومنوں کو مختلف طریق سے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کے طریق بھی بتائے گئے ہیں۔ اللہ کی راہ میں اپنے مال کا بہترین حصہ خرچ کرنا چاہئے اور اس میں احسان جتانے کا پہلو نہ ہو تو اس سے مال تو بڑھے گا ہی نیکی بھی ساتھ ملے گی۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان بدلوں سے اس دنیا میں بھی نوازا اور آخرت

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

درس الحدیث

(بیان فرمودہ: حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

''لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ''۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 1845,2451)

ترجمہ: ''نہیں ہے سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح۔

اس حدیث سے بہت سے علوم اور تجربہ کی باتیں نکلتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ:-

(۱)......ایک شخص کسی مقدمہ میں اپنی روایت بیان کرتا ہے۔ اور دوسرا صرف سنی سنائی بات پر شہادت دیتا ہے۔ اور ہیں دونوں شخص مساوی طور پر معتبر۔ تو اول الذکر شخص کی شہادت پر فیصلہ ہونا چاہیے، نہ کہ دوسرے شخص کی شہادت پر۔

(۲)......صحابہ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ کی صحبت میں رہے۔ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ آپ کے ساتھ مل کر جہاد کئے غرض دن رات ان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سب آپ کے زیرسایہ تھا۔ پس جو حضور علیہ السلام پر ایمان ان کو ہوسکتا ہے اور جو اعتقاداً اور علیٰ وجہ البصیرۃ یقین ان کے قلوب میں جاگزین ہوسکتا ہے وہ پچھلے لوگوں کو جنہوں نے صرف حدیثوں اور تاریخوں میں حضور کے حالات پڑھے، نہیں ہوسکتا۔ اس لئے امّت میں صحابہ عموماً افضل ہیں باقی امت کے افراد سے، گو امت کے مجددین قریباً تمام صحابہؓ سے اور مسیح موعودؑ، ابوبکرؓ، عمرؓ سے بھی افضل ہیں۔

(۳)......ایک شخص ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے شرع نے اُسے اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے قبل اس کا چہرہ دیکھے۔ لیکن وہ بجائے خود دیکھنے کے کہنے سننے پر اس عورت سے شادی کر لیتا ہے مگر بہت ممکن ہے کہ اس کی شکل اس کے اپنے ذاتی مذاق کے مطابق مرغوب نہ ہو۔ اس لئے وہ ساری عمر کے لئے ایک مصیبت مول لے لیتا ہے یہ کیوں؟ اس لئے کہ ''لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ'' یعنی سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح نہیں ہوتی کے فرمان کی اس نے مخالفت کی۔

(۴)......آنحضرت ﷺ نے بہت سے معجزات دکھائے اور حضور ﷺ کے ذریعہ کثرت سے خارق عادت امور ظہور پذیر ہوئے مثلاً آپؐ کی دعا کی برکت سے چند آدمیوں کا کھانا اتنا بڑھ گیا کہ سینکڑوں آدمیوں نے کھایا۔ یہ معجزات صحابہ کرام نے دیکھے جن سے ان کے ایمان میں زیادتی اور اضافہ ہوا۔ وہ ایسے معجزات دیکھ کر اور اسلام کو سچا یقین کر کے دیوانہ وار سرفروشیاں کرنے لگے۔ انہوں نے اپنی جانیں دے دیں مگر اسلام سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹایا مگر کیا حضور کے یہ معجزات جنہیں صحابہ کے بعد کے لوگوں نے مشاہدہ نہیں کیا صرف روایتوں اور حدیثوں میں ان کا ذکر پڑھتے ہیں پچھلوں پر بھی وہی اثر کر سکتے ہیں جو انہوں نے صحابہ کرام پر اثر کیا تھا؟ یا کیا پچھلے لوگ سنی سنائی باتوں سے اپنے ایمان میں وہی اضافہ کر سکتے ہیں جو ان معجزات کے دیکھنے والے کیا کرتے تھے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ خود حضور علیہ السلام کا یہ فرمان کہ سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح نہیں ہوتی صاف پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ بغیر ان معجزات کے خود دیکھنے کے محض روایتوں سے وہ ایمان پیدا نہیں ہوسکتا جو ان معجزات کے دیکھنے والوں کے دل میں پیدا ہوا کرتا تھا۔ جب یہ حالت ہے تو کیا خدا صرف صحابہ کا خدا تھا۔ نہیں، کیونکہ خدا تو قیامت تک کے لوگوں کا خدا ہے۔ یا کیا قرنِ اول میں جو معجزات دکھائے گئے وہ بطور کھیل کے دکھائے گئے تھے؟ نہیں، کیونکہ خدا تعالیٰ کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ بطور کھیل کے کوئی کام کرے۔ اس لئے یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ ایمان کے ازدیاد کے لئے ہر زمانہ میں آنحضرت ﷺ کا کوئی نہ کوئی جانشین ہونا چاہیے جو اپنے زمانہ کے لوگوں کو کرامتوں، معجزوں اور خارق عادت نشانوں سے پھر دنیا میں وہی ایمان پیدا کر دے جو صحابہ کے دلوں میں حضور علیہ السلام نے پیدا کیا تھا اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے خود فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا''۔

(ابو داؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر2491)

اور اسی لئے اس زمانہ کے مجدد نے للکار للکار کہا کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اور پھر ایسے ایسے عظیم الشان معجزات اس نے دکھائے کہ بہت سے نبیوں کے حصے میں بھی اتنی کثرت آیات نظر نہیں آتی۔

(۵)......ایک شخص کپڑے کا ایک تھان لاہور سے خریدنے گیا مگر خریدتے وقت کھول کر نہیں دیکھا۔ بعد میں گھر جا کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھان اندر سے خراب ہے۔ یا ایک شخص ایک دکان خریدتا ہے بغیر اس کے کہ اسے جا کر اچھی طرح دیکھے۔ بلکہ صرف بعض دوستوں کے کہنے پر خرید لیتا ہے مگر بعد میں دیکھنے پر بہت نقائص اُسے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کیوں صرف اس لئے کہ اس نے ''لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ'' والے سنہری مقولہ کو مدنظر نہ رکھا۔

(۶)......ایک شخص سنتا ہے کہ قادیان میں ایک شخص نے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ یہ دعویٰ سن کر نہ تو قادیان جا کر معلوم کرتا ہے کہ مدّعی کیسا ہے۔ اس کی شکل، اس کی قوم، اس کی اخلاقی حالت، اس کی شہرت کیسی ہے؟ اور نہ اس کی کوئی کتاب پڑھتا ہے۔ اور نہ اس کے کسی واقف کار مرید سے اس کے دعوے کے دلائل سنتا ہے۔ بلکہ صرف اس کے مخالفوں سے سن کر کہ وہ شخص خدا ہونے کا مدعی تھا، کبھی خدا کا بیٹا بنتا تھا، اس کے مریدوں نے ایک دوزخ اور ایک بہشت بنایا ہوا ہے اور جب کوئی شخص وہاں جائے تو اسے مال کا لالچ دے کر یا شادی کا وعدہ کر کے اور بعض دفعہ صرف بھنگ کا حلوہ کھلا کر اس کی بیعت لے لیتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ انگریزوں کا ایک خفیہ ایجنٹ تھا کہ انگریزوں نے روپیہ دے کر اسے کھڑا کیا تھا کہ کسی طرح وہ مسلمانوں کی توجہ جہاد سے ہٹا کر انگریزی سلطنت کو خطرہ سے بچالے۔ یا یہ کہ اس پر تو مکہ اور مدینہ سے کفر کے فتوے لگ چکے ہیں۔ یا معاذ اللہ یہ کہ اسے کوڑھ کی بیماری تھی اور وہ برقع پہنے رہتا تھا وغیرہ وغیرہ خرافات سن کر ان پر اپنے انکار اور تکذیب کی بنیاد رکھ کر کہتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے؟ (نعوذ باللہ من ذالک) کیا ایسے شخص کو عالم تصور میں آنحضرت ﷺ کا چہرہ نظر نہیں آتا کہ حضور اپنی انگلی دانتوں میں دبا کر اُسے کہہ رہے ہیں کہ اے میری طرف منسوب ہونے والے اور میری امت کہلانے والے شخص! دیکھ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ یعنی سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح نہیں ہوتی۔ اس لئے تُو قادیان میں خود جا اور حضرت مرزا صاحب یا اُن کے خلفاء کرام سے مل۔ ان کی کتابیں پڑھ، ان کے اخبار دیکھ، ان کی ڈائریاں مطالعہ کر۔ وہاں کے ہندوؤں اور سکھوں سے مرزا صاحب کی زندگی کے بچپن اور جوانی کے حالات دریافت کر۔ ان کے مریدوں کی ترقی دیکھ۔ وہاں کے جنگل میں منگل ہونا مشاہدہ کر۔ وہاں کے منارۃ المسیح پر چڑھ۔ حضرت مرزا صاحب کی 80 سے زائد کتابوں کو دیکھ۔ ان کے مریدوں کی پاک تبدیلی کا بغور ملاحظہ کر۔ ان کے مبلغوں کا دنیا میں پھیل جانا دیکھ۔ پھر عیسائیوں کا دجل ملاحظہ کر اور یورپ کے یاجوج ماجوج کی آتشی ایجادیں اور بمباریاں دیکھ۔ پھر احمدی جماعت کا کسر صلیب اور ابطال کفارہ اور الوہیت مسیح کی تردید کرنا مشاہدہ کر اور یورپ وامریکہ، جاوا اور سماٹرا، مشرقی چین اور مغربی افریقہ میں احمدیوں کے ہاتھوں ہزاروں ہزار عیسائیوں اور غیر مسلموں کا مسلمان اور نام کے مسلمانوں کا حقیقی مسلمان ہونا دیکھ۔ اور پھر علیٰ وجہ البصیرۃ مرزا صاحب کی بیعت کر یا کفر کا فتویٰ لگا۔ ورنہ بغیر تحقیق کے محض سنی سنائی باتوں پر کوئی فتویٰ لگائے گا تو دیکھ قیامت کے دن میں مدعی اور تو مدعا علیہ ہو کر خدا کے حضور پیش ہوں گے۔

(۷)......ایک امیر اپنی کوٹھی میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے کہ اس کا چھوٹا بچہ روتا ہوا آیا کہ مجھے فلاں ہمسایہ کے بچے نے مارا ہے۔ امیر غصہ میں بھر کر جلدی سے جاتا اور ہمسایہ کے بچہ کو دو تین چپیڑیں مار دیتا ہے۔ غریب ہمسایہ اور اس کی بیوی اندر ہی اندر کڑھتے اور بددعائیں دیتے ہیں مگر مونہہ سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یا ایک جابر نمبردار کو اطلاع پہنچتی ہے کہ تیرے کھیت میں فلاں غریب کمین نے اپنا بیل چرا لیا ہے۔ وہ جھٹ اس غریب کے گھر جا کر اسے بری طرح مارتا ہے۔ حالانکہ تحقیق کرو تو معلوم ہوگا کہ امیر کا لڑکا غریب کے لڑکے سے کھیل میں ہار کر اور کھسیانا ہو کر پہلے خود اسے مارتا ہے اور پھر باپ سے جھوٹی شکایت کر کے اسے اور پٹواتا ہے۔

غریب کمین کا بیل کھیت کے کنارہ کے پاس سے ضرور گزرا تھا مگر نمبردار کے کارندہ کو جھک کر سلام نہ کرنے کا یہ سارا وبال ہے کہ پہلے کارندہ کے ہاتھوں سے اور پھر خود نمبردار کے ہاتھوں سے جوتے کھاتا ہے۔ لیکن اگر یہ امیر اور وہ نمبردار رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت میں سے ہیں تو کان کھول کر سن لیں۔ ان کا سردار (ﷺ) ان کو فرماتا ہے لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ۔ یعنی سنی سنائی بات پر بغیر تحقیق کے اپنی کارروائیوں کی بنیاد نہیں رکھنی چاہئے۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۴/ جنوری ۱۹۴۱ء)

(مرسلہ: احمد طاہر مرزا۔ ربوہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کا اجر اس کے علاوہ ہے۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس زمانہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی جماعت ہے اور امام کی آواز پر لبیک کہتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ نے خوشخبری دی ہے کہ ان کے اموال کو سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہے۔ آج ہمیں جتنی کشائش نصیب ہے یہ ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس بات کا اپنے بچوں میں تذکرہ کرنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے اور مَیں تمام انسانوں میں سے سب سے بڑا سخی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نماز، روزہ، ذکر کرنا اور اس کی خاطر خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہے۔ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صدقہ نام اس لئے ہے کہ یہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ مَیں خرچ کرنے کی بار بار تاکید کرتا ہوں اس لئے کہ دین میں ضعف آ گیا ہے۔ اس کی ترقی کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے دین کی ترقی کے لئے اپنے اموال خرچ کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان سے قبل گزشتہ سال کے اعداد و شمار بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سال میں خدا کے فضل سے ۲۸ لاکھ ۱۲ ہزار پاؤنڈ کی وصولی ہوئی ہے جو گزشتہ سال سے تین لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس سال پاکستان نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھا اور دنیا بھر میں اوّل رہا۔ امریکہ دوم، جرمنی سوم رہا اس کے بعد بالترتیب برطانیہ، کینیڈا، بھارت، ماریشس، سوئٹزرلینڈ، آسٹریلیا اور بلجیم کی جماعتیں ہیں۔ مڈل ایسٹ میں سعودی عرب اور ابوظبی جبکہ افریقہ میں نائیجیریا قابل ذکر ہیں۔

تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد تین لاکھ ۸۴ ہزار ۵۰۰ سے بڑھ گئی ہے اور گزشتہ سال سے تیس ہزار چار سو کا اضافہ ہے۔

فی کس شرح میں امریکہ اول رہا جبکہ پاکستانی جماعتوں میں لاہور اول، ربوہ دوم اور کراچی سوم رہا۔ اضلاع میں بالترتیب سیالکوٹ، فیصل آباد اور گوجرانوالہ نمایاں رہے۔ ان اعداد و شمار کے ساتھ حضور انور نے تحریک جدید کے دفتر اول کے سال ۷۰، دفتر دوم کے سال ۶۰، دفتر سوم کے ۳۹ ویں اور دفتر چہارم کے ۱۹ ویں سال کا اعلان فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانی قبول فرمائے اور ہماری توفیق اور وسعت بڑھاتا چلا جائے۔

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟

(عطاء المجیب راشد۔ لندن)

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾۔ (سورۃ الصّف آیت ۱۰)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیتہً غالب کردے خواہ مشرک برا منائیں۔

یہ موضوع دراصل ایک سوال ہے جو غیر احمدی حضرات کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے۔ اس سوال میں تعجب بھی ہے اور تجسس بھی، استفسار بھی ہے اور چھپا ہوا اعتراض بھی۔ مسلمان تو عام طور پر اس پہلو سے یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ہمارا دین، اسلام، ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اس مکمل دین کے بعد احمدیت ہمیں کس طرح کچھ مزید عطا کرسکتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ احمدیت نے دنیا کو کوئی نئی بات عطا نہیں کی، صرف اسلام ہی کا پیغام دیا ہے تو پھر ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں اسلام بہت کافی ہے، ہمیں احمدیت کی ضرورت نہیں۔ اور غیر مسلم حضرات یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر اسلام و احمدیت میں کیا فرق ہے اور اسلام سے ہٹ کر احمدیت نے وہ کونسی نئی بات پیش کی ہے جس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ یہ دوطرفہ سوال تفصیلی جواب کا متقاضی ہے اور یہی تفصیل میں کسی حد تک بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ وباللہ التوفیق

احمدیت کیا ہے؟

احمدیت، احیائے اسلام اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی وہ عالمگیر تحریک ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی تائید سے جاری ہوئی۔ احمدیت وہ پودا ہے جو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ وہ خود اس کی آبیاری کرتا اور حفاظت کرتا ہے۔ اسی قادر و قیوم خدا کا وعدہ ہے کہ اس کے ہاتھ سے قائم کردہ یہ آسمانی تحریک دنیا میں پھیلے گی، ترقی کرے گی اور بالآخر کل دنیا پر محیط ہو جائے گی۔

احمدیت اس خوشخبری کی علمبردار تحریک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے پورا ہونے کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس دورِ آخرین میں ہمارے آقا حضرت محمد عربی ﷺ کے احقر ترین غلام اور رسول پاک ﷺ کے سب سے بڑے عاشق اور فدائی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی کے منصب پر فائز فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد محض اور محض احیائے اسلام، اشاعتِ اسلام اور غلبۂ اسلام ہے۔

اسلام کی تعلیمات، جن کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے لفظی اور قطعی کلام قرآن مجید پر ہے، ہر لحاظ سے مکمل اور تاقیامت محفوظ رہنے والی ہیں۔ ان میں تبدیلی، ترمیم یا اضافہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نہ کوئی نیا دین آسکتا ہے اور نہ کوئی شریعت جاری ہوسکتی ہے۔ رسولِ خدا ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ دورِ آخرین میں اُس زمانے کے مسلمان اسلام کو بھلادیں گے اور اپنے من گھڑت عقائد اور اعمال کو اسلام کا نام دینے لگ جائیں گے۔ پیشگوئی میں یہ بھی ذکر تھا کہ جب حالت یہ ہو جائے گی تو رحیم و رحمٰن خدا اپنے محبوبؐ کے نام لیواؤں کی اس خیرِ امت کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ ان کی دستگیری اور راہنمائی کے لئے امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا جو يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ کے مطابق دین اسلام کو زندہ کرے گا اور شریعت اسلامیہ کو قائم کرے گا۔ وہ اپنی عظیم قوتِ قدسیہ سے انہی نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنادے گا اور اس روحانی انقلاب اور حقیقی اسلام کی عالمگیر اشاعت کے ذریعہ بالآخر اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔

احمدیت اس صداقت کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ سب وعدے پورے ہو چکے اور جس کے آنے کا وعدہ تھا وہ آچکا۔ وہ آیا اور بڑی عظمت اور شوکت کے ساتھ اس نے وہ سب کچھ کر دکھایا جو وعدوں میں مذکور تھا۔ احمدیت نے دنیا کو اسلام سے ہٹ کر کچھ بھی نہیں دیا اور نہ ہی کچھ دیا جاسکتا ہے کیونکہ اسلام ہر لحاظ سے مکمل ترین مذہب ہے۔ ہاں احمدیت نے دنیا کو حقیقی اسلام دیا۔ زندہ خدا دیا، زندہ رسول سے روشناس کیا اور زندہ کتاب پر زندہ یقین عطا کیا۔ احمدیت نے دنیا کو وہ سب کچھ دیا جو وقت کی ضرورت تھی۔ احمدیت نے عقائد کی اصلاح بھی کی اور اعمال کی بھی۔ احمدیت نے دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کرایا۔ احمدیت نے دنیا کو صحیح اسلامی تعلیمات کا عرفان عطا کیا۔ دیگر مذاہب پر اسلام کے مکمل غلبہ کی بنیاد استوار کی۔ اسلام کی زندگی کا زندہ و تابندہ عملی نمونہ دکھایا۔ احمدیت نے قرونِ اولیٰ کی تاریخ دوہراتے ہوئے اپنے ماننے والوں میں ایک پاکیزہ روحانی انقلاب پیدا کر دیا۔ الغرض یہ سب کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد زمانے کا امام، بانیلِ مرام اس دنیا سے رخصت ہوا اور آج اسکی جماعت اصلاحِ عالم، خدمتِ انسانیت اور اشاعت اسلام کی سچی تڑپ کے ساتھ ساری دنیا میں یہ عزمِ صمیم لئے سرگرمِ عمل ہے کہ ؎

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

احمدیت ایک شجرِ سدا بہار ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اس کے ثمرات شیریں اور عالمگیر ہیں۔ عام طور پر ایک درخت کو ایک ہی قسم کے پھل لگا کرتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب درخت ہے جس کو ہر قسم کے تازہ بتازہ پھل لگتے ہیں اور پھل دینے کا کوئی ایک موسم نہیں۔ ہر آن اسکی شاخیں شیریں میووں سے لدی رہتی ہیں۔ یہ اسلام کی احیاءِ نو کا درخت ہے۔ یہ احمدیت کا زندگی بخش درخت ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے غلام صادق اور ہمارے امام عالی مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درختِ وجود کا مظہر، وہ شجرۂ طیّبہ ہے جس کی فیض رسانی کا دامن، زمان و مکان کی حدود سے بہت بالا ہے۔ یہ ایک زندہ درخت ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ یہ درخت حوادث کی آندھیوں میں اور بھی تیزی سے پھیلتا پھولتا اور پھل دیتا ہے۔ جو اس کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے وہ خود کاٹا جاتا ہے۔ جو اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے وہ خود خائب و خاسر اور ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مبارک درخت ہے جس کا رکھوالا خود خدا ہے اس کی حفاظت اور ترقی کا ذمہ دار وہی قادر و توانا ہے جو سب جہانوں کا مالک ہے۔

جس طرح نہ زمین کے ذرّے گنے جاسکتے ہیں نہ آسمان کے تارے۔ اسی طرح ناممکن ہے کہ شجر احمدیت کے شیریں ثمرات کا احاطہ کیا جاسکے۔ احمدیت کے حق میں ظاہر ہونے والے آفاقی اور زمینی نشانوں کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح احمدیت نے ساری دنیا کو جو فیوض عطا کئے، جو برکتیں اور انعامات اہل دنیا کو دیئے اور اس شجرۂ طیبہ کو جو شیریں پھل لگے اور لگتے چلے جارہے ہیں ان کو گننے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے لیکن ان کو احاطہ بیان میں لانا کسی طرح پر بھی ممکن نہیں!

عالمگیر غلبہ اسلام کے عظیم الشان مقصد کی خاطر احمدیت نے کیا کیا اور احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے متعدد جوابات ہوسکتے ہیں اور ہر جواب اپنے اندر ایک دلکشی اور رعنائی رکھتا ہے کیونکہ ہر جواب دراصل احمدیت کے حسین چہرے کے کسی ایک پہلو سے نقاب کشائی کرنے والا اور اس آسمانی پیغام صداقت کے حسن کو اجاگر کرنے والا ہے۔

زندہ خدا عطا کیا

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین درحقیقت مذہب کی بنیاد اور روحانیت کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس کے بغیر مذہب کا تصور ہی کالعدم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے جو اس ساری کائنات کا خالق و مالک اور ربّ العالمین ہے۔ اِس خدا کا دیدار اس دنیا میں ممکن ہے۔ اسلام کا پیش کردہ خدا ایک زندہ اور حي و قیوم خدا ہے اس کی ہستی کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (سورۃ مومن: ۶۱) کہ اے میرے بندو! مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں سنوں گا اور اسی خدا کا یہ وعدہ بھی ہے کہ اگر تمہارا ایمان سچا ہوگا اور تم استقامت کی چٹان پر پختگی سے قائم ہو گے تو تمہیں وحی و الہام کی دولت عطا ہو گی اور تم فرشتوں سے ہمکلام ہوسکو گے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لیکن افسوس کہ جب اس دورِ آخرین میں مسلمانوں پر عقائد و اعمال میں کمزوری کا دور آیا تو انہوں نے ان پیاری تعلیمات کو یکسر فراموش کر دیا۔ مجیب الدعوات زندہ خدا پر ان کا ایمان اٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی لقاء اور وحی والہام کے منکر ہو گئے۔ یہ ساری باتیں جو قرآن مجید میں بڑی شوکت اور تحدی کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور جو دراصل اسلام کو سب مذاہب سے ممتاز کرتی ہیں افسوس کہ اس دور کے مسلمان ان سب باتوں سے کلیۃً نا آشنا ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کی پیاری ہستی کا دلربا تذکرہ ان کی مجالس سے مفقود ہونے لگا۔ کوئی نہ تھا جو خدا کے زندہ کلام کی بات کرتا ہو۔ قبولیت دعا کا ذکر بھی ایک قصہ پارینہ بن گیا۔ اس انتہائی تاریکی اور مایوسی کے عالم میں قادیان کی گمنام بستی سے یہ نعرۂ توحید بڑے جلال سے بلند ہوا

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یہ پُر شوکت اعلان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ آپ نے دل شکستہ مسلمانوں کو یہ نوید سنائی کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جس کی پیاری صفات حسنہ میں سے کوئی صفت بھی مرورِ زمانہ سے معطل نہیں ہوتی۔ وہ آج بھی سنتا ہے جیسے پہلے سنتا تھا، وہ آج بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا۔ فرمایا:

’’زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ ملہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ مُلہِم کو دیکھ سکیں۔ سو مَیں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

آپ نے اپنی ذات اور ذاتی تجربہ کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے دنیا کو یہ خوشخبری عطا کی کہ دیکھو خدا نے مجھے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔.... آؤ مَیں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسٰی کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ جلد ۱۱ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۲)

آپ کا یہ اعلان ایک انقلاب آفریں اعلان تھا جس نے مذہب کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یہ نقیب اور شاہد ایک مقناطیسی وجود ثابت ہوا جس کی طرف سعید فطرت لوگ قافلہ در قافلہ آنے لگے اور اس وجود کے فیضان سے سیراب ہوکر با خدا انسان بن گئے یہ وہ گروہ قدسیاں تھا جو ایک عالم کے لئے خدا نمائی کا وسیلہ بن گیا۔

احمدیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پر احسان عظیم فرمایا کہ دنیا کو وہ برگزیدہ مسیح موعود اور امام مہدی عطا کیا جس نے دنیا کو زندہ خدا کی خبر دی، زندہ خدا کی زندہ تجلیات پر ایک زندہ ایمان اور محکم یقین بخشا۔ اپنی ذات کو ہستی باری تعالیٰ کے ایک زندہ گواہ کے طور پر پیش کیا۔ اور اپنے ماننے والوں میں اپنی عظیم قوت قدسیہ کے ذریعہ ایسا پاکیزہ انقلاب پیدا کیا کہ وہ خدا نما وجود بن گئے۔ احمدیت نے ایسے خدا نما قدوسیوں کا ایک گروہ کثیر دنیا کو عطا فرمایا جن کے زندگی بخش تجربات ہمیشہ نسلِ انسانی کے لئے خدا نمائی کے راستوں کو منور کرتے رہیں گے۔

ہزاروں مثالوں میں سے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ عبدالعلی

اخوندزادہ نے مستونگ کے ایک بڑے مجمع میں علی الاعلان آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا سارے صوبہ سرحد میں آپ کو کوئی روحانی پیر نہیں ملا جو آپ نے پنجاب جا کر ایک پنجابی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی ہے؟

حضرت مولوی صاحبؓ نے جو برجستہ اور ایمان افروز جواب دیا وہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’دراصل بات یہ ہے اخوندزادہ صاحب! مجھ سے میرا خدا گم ہو گیا تھا۔ میں ہر مذہب میں اس کو ڈھونڈتا رہا۔ ہر مذہب مجھے پرانے قصوں کی طرف لے جاتا۔ میں ہر ایک سے پوچھتا کیا وہ خدا اب بھی بولتا ہے؟ تو وہ کہتے اب نہیں بولتا۔ میں مسلمانوں کے بہتّر فرقوں میں سے ہر ایک کے پاس گیا، تو انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے بعد اب خدا نہیں بولتا۔ وحی کا دروازہ مطلق بند ہے۔ تب میں اس نتیجے پر پہنچا کہ خدا حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ایک فلسفہ ہے، جو پرانے قصوں پر منحصر ہے۔ ورنہ اللہ تو وہ ہونا چاہئے، جس کی تمام صفات حسنہ کی کان ہو، کوئی صفت بھی معطل نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پہلے بولتا تھا اور اب اس کی صفت تکلم پر مہر لگ جائے۔ میں عنقریب دہریہ ہونے والا تھا۔ پیچھے سے ایک نرم ہاتھ نے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: کیوں محمد الیاس کیا بات ہے، کیوں پریشان ہے، میں نے کہا کہ خدا کی حقیقت معلوم ہو گئی، وہ ایک فلسفہ ہے۔ حقیقت میں نہیں ہے۔ کیونکہ جس سے پوچھتا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ خدا پہلے بولا کرتا تھا، اب نہیں بولتا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ اور کہا آؤ میں تمہیں بتلاتا ہوں، وہ خدا اب بھی بولتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو کیونکہ میں خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی ہوں وہ خدا تم پر بھی نازل ہو جائے گا۔ اگر چاہے تو تم سے بھی کلام کرے گا۔ اب عبدالعلی اخوندزادہ صاحب! میں خدا کی ذات کی قسم کھاتا ہوں، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مجھ سے بھی کلام کرتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کوئی ہے جو دعویٰ سے کہے کہ خدا اس سے بولتا ہے؟ تمام مجمع پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر خاموشی رہی اور کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو مولوی صاحب نے فرمایا: میں ایسے مسلک اور ایسے فرسودہ اسلام کو جو صرف رسوم و بدعات کا اسلام رہ گیا ہے کیا کروں؟ جس میں خدا کلام نہیں کرتا اور کیوں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام کو قبول کروں جو حقیقی اسلام ہے جس سے خدا ملتا ہے اور پیار اور محبت کے کلام سے نوازتا ہے۔‘‘

(حیات الیاس۔ مصنفہ عبدالسلام خان۔ ص ۱۱۸)

یہ ہے وہ زندہ خدا اور اسکی زندگی کا ایمان افروز تجربہ جو احمدیت نے دنیا کو عطا کیا ہے!

حقیقی اسلام

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ احمدیت نے دنیا کو حقیقی اسلام عطا کیا۔ وہ اسلام جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا مقدس اسلام ہے۔ وہ سچا اور حقیقی پیغام ہدایت جو قرآن مجید پر مبنی ہے جس کی بہترین تفسیر سنت رسولؐ اور جس کی بہترین تفصیل احادیث رسولؐ میں نظر آتی ہے۔ حق یہ ہے کہ انسانیت کے دکھوں کا مداوا اور کل عالم کی خرابیوں کا اگر کوئی تریاق دنیا میں ہے تو وہ یہی اسلام ہے جس کی تعلیمات نے عرب کے وحشی، مشرک اور بے دین معاشرہ میں یکدفعہ ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ نہ پہلے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ ہاں وہی انقلاب جو ہمارے ہادی و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جس نے ضلالت و گمراہی کے سب زنگ دھو ڈالے اور گناہوں کی تاریکیوں کو کاٹ کر نیکی، ہدایت اور روحانیت کا آفتاب عالمتاب دنیا پر چڑھا دیا۔ یہی سچا اسلام ہے اور یہی اسلام ہے جو آج بھی دنیا کی سب خرابیوں کا علاج ہے۔ یہی حقیقی اسلام ہے جو اس زمانہ میں احمدیت نے دنیا کو دیا۔ احمدیت نے دنیا کو کوئی نیا اسلام نہیں دیا بلکہ احمدیت تو نام ہے ہر نئے اور خود ساختہ اسلام کو ختم کرنے کا۔ اور محمد مصطفٰے ﷺ کے لائے ہوئے حقیقی اسلام کو دوبارہ قائم کرنے کا۔ احمدیت نے اس حقیقی اسلام کی زندہ مثالیں دنیا کو عطا کیں اور اسلام کے اس زندہ اور زندگی بخش پیغام کے عملی نمونے دنیا کو دکھائے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف غیروں نے بھی برملا کیا۔

عالَم اسلام کے مشہور مفکر اور شاعر علامہ اقبال کہتے ہیں:

In the Punjab the essentially Muslim type of character has found a powerful expression in the so-called Qadiani-sect;
(The Muslim community- A sociological study by Iqbal)

’’پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں‘‘۔

(اردو ترجمہ از مولانا ظفر علی خان بحوالہ ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر طبع اوّل ۱۹۷۰ باہتمام م۔ع)۔ (سلام آئینہ ادب چوک مینار۔ انارکلی لاہور نیز ہفت روزہ رفتار زمانہ لاہور بابت ۲۰ ستمبر ۱۹۴۹ صفحہ ۱۸)

مشہور صائب الرائے اسلامی مصنف اور صحافی علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

’’اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں‘‘۔ (ملاحظات نیاز فتح پوری مرتبہ محمد اجمل شاہد ناشر جماعت احمدیہ کراچی صفحہ ۲۹ بحوالہ رسالہ نگار لکھنو نومبر ۱۹۵۹)

آج عالم اسلام انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ محبت و اخوت نام کی چیز من حیث المجموع مسلمانوں کے دلوں سے عنقا ہو چکی ہے۔ مسلم ممالک کے شہر فحاشی اور بدکرداری کے مرکز بن چکے ہیں۔ ان کی بستیاں اور گلی کوچے اسلامی اخلاق سے عاری نظر آتے ہیں۔ اسلامی ملکوں کے اخبارات دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ ساری دنیا کے جرائم نے ان ممالک میں ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کا اس حد تک دیوالیہ نکل چکا ہے کہ اس بدکردار معاشرہ کو اسلام سے منسوب کرنا دینِ اسلام کی سخت توہین ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر یہ شعر زبان پر آتا ہے کہ ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جب اس معاشرہ کے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ تو ان کے لئے ہمارا ایک جواب یہ ہے کہ احمدیت نے ہلاکت کے گڑھے پر کھڑی دنیا کو حق اور سلامتی کا راستہ دکھایا ہے۔ احمدیت نے دنیا کو ایک سچا اور پاکیزہ اسلامی معاشرہ عطا کیا ہے جو صحیح اسلامی تعلیمات اور اقدار پر مبنی ہے۔ اگر کسی کو چشمِ بصیرت عطا ہو تو اسے یہ معاشرہ ہر ملک میں اور ہر بستی میں احمدیہ جماعت کے اندر نظر آ سکتا ہے جہاں اللہ اور رسول کی محبت کے تذکرے جاری ہیں، جہاں کی راتیں اور دن عبادت میں گزرتے ہیں، جہاں اسلام کی تعلیم و تدریس کے باقاعدہ نظام جاری ہیں، جہاں تربیت اور اصلاح اخلاق کی خاطر دن رات کوششوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ جہاں نیکیوں سے محبت اور بدیوں سے نفرت کی جاتی ہے جہاں مسابقت بالخیرات کے روح پرور نظارے دکھائی دیتے ہیں، جہاں قرون اولیٰ کے صحابہ کے رنگ میں رنگین ہو کر جان و مال کے نذرانے پیش کئے جاتے ہیں۔ کس کس بات کا ذکر کروں یہ وہ زندہ اور زندگی بخش معاشرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی برکت سے دنیا میں قائم ہو چکا ہے اور جس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔

احمدیت نے اس دور آخرین میں دنیا کو جو اسلامی معاشرہ عطا کیا ہے یہ دراصل ابتداء ہے اس عالمگیر روحانی انقلاب کی جس کی برکت سے دنیا اس صدی میں انشاء اللہ ایک روح پرور نظارہ دیکھے گی۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان اور ساری دنیا اسلام کے آفتاب عالمتاب کے نور سے منور ہو جائے گی۔ آج احمدیت کا عالمِ اسلام بلکہ کل دنیا کے لئے پیغام یہ ہے:

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پاکیزہ تبدیلیاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا وجود پارس پتھر کی طرح ایک فیض رساں بابرکت وجود تھا۔ جو بھی اس سے سچا تعلق پیدا کرتا اس کی دنیا بدل جاتی۔ خاک کے ذرّے ثریا سے ہمکنار ہو جاتے۔ ان کی پرانی زندگیوں پر ایک موت وارد ہو جاتی۔ ایک نئی روحانی زندگی ان کو نصیب ہوتی۔ گناہوں کی آلائش سے پاک صاف ہو کر نیکیوں کے مجسمے بن جاتے اور جو نیکیوں کے ابتدائی مراحل میں ہوتے وہ کچھ اس طرح راہِ سلوک پر دوڑنے لگتے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اعلیٰ روحانی مدارج پر جا پہنچتے۔ روحانی اور پاکیزہ انقلاب کی یہ عظیم دولت ہے جو احمدیت نے دنیا کو عطا کی اور اس کا سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں۔‘‘

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ جلد ۲۲، حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ)

ہندوستان کے ایک مشہور عالمِ دین مولوی حسن علی صاحبؓ ۱۸۹۴ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ دینی خدمات کی وجہ سے ہندوستان میں ان کا بڑا شہرہ تھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو بیعت کر کے کیا ملا۔ جواب دیا:

’’مردہ تھا، زندہ ہو چلا ہوں۔ گناہوں کا علانیہ ذکر کرنا اچھا نہیں ... قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے حضرت پیغمبرِ خدا ﷺ کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے، پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے‘‘۔

(تائید حق مؤلفہ مولوی حسن علی صاحب۔ بار سوم ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲۔ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان صفحہ ۷۹)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ نواب خان صاحب تحصیل دار نے ایک بار حضرت مولانا نور الدینؓ سے پوچھا کہ مولانا! آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہُوا۔ اس پر حضرت مولانا صاحبؓ نے فرمایا:

’’نواب خاں! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہُوا ہے کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہُوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے‘‘

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ ۱۹۴)

تاریخ احمدیت ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ احمدیت نے نئے شامل ہونے والوں کی زندگیوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کر دیا۔ ان کو گناہوں کی آلائش سے پاک کر کے اسلامی تعلیمات پر سچا عامل بنا دیا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو احمدی ہونے سے قبل علاقہ کے خطرناک ڈاکو تھے احمدیت نے ان کو ایسا بدلا کہ وہ خدا نما وجود بن گئے۔ ایسے بھی تھے کہ رشوت لینا ان کا روزانہ کا معمول تھا احمدی ہوئے تو نوٹوں کی بوری کمر پر اٹھا کر گاؤں گاؤں پھر کر یہ اعلان کرتے کہ جس کسی نے مجھے رشوت دی تھی وہ اپنی رقم مجھ سے واپس وصول کر لے۔ ایسے عیسائی بھی تھے جو ہر شام سونے سے قبل رسول خدا ﷺ کو گالیاں دیکر سویا کرتے تھے۔ احمدی ہوئے تو عرق گلاب سے منہ صاف کر کے درود و سلام پڑھنے کے بعد بستر پر دراز ہوتے!

انگلستان کے بشیر آرچرڈ صاحب عیسائیت سے توبہ کر کے ۱۹۴۴ میں احمدی مسلمان ہوئے۔ جوئے اور شراب نوشی سے توبہ کی۔ اسلامی تعلیم کے ایسے پابند ہوئے کہ دعا گو بزرگ انسان بن گئے۔ نظام وصیت میں شامل ہوئے، 1/3 حصہ کی وصیت

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مسجد کی اصل زینت عمارتوں سے نہیں بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص سے نماز پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ ہر مسجد کی بنیاد تقویٰ اللہ پر ہو اور یہ نمازیوں سے کم پڑ جائیں۔

(مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ’’مسجد بیت الفتوح‘‘ کے افتتاح کے موقع پر آداب مساجد اور ان کی آبادی کے موضوع پر پرمعارف خطبہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۳/اخاء ۱۳۸۲ہجری شمسی بمقام ’’مسجد بیت الفتوح‘‘ مورڈن۔لنڈن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۔ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۔ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوْا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾۔

(سورة الاعراف آیات ۳۰ تا ۳۲)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج انشاء اللہ تعالیٰ، بلکہ اس وقت جمعہ کے خطبہ کے ساتھ، اس مسجد کا جس کا نام حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیت الفتوح رکھا تھا، افتتاح کیا جا رہا ہے، الحمدللہ۔ اس کی مختصر تھوڑی سی تاریخ مَیں بتا دیتا ہوں۔

۱۹۹۵ء میں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی تھی اور ابتداء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ تحریک کی تھی کہ اس مسجد کے لئے پانچ ملین پاؤنڈز اکٹھے کئے جائیں۔ اور پھر ۱۹۹۶ء میں تقریباً سوا دو ملین پاؤنڈز یا ۲۳ء۲ ملین پاؤنڈز کی رقم سے پانچ ایکڑ کا رقبہ یہاں خریدا گیا۔ اور اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا جس میں بیت الفکر، قادیان کی اینٹ استعمال کی گئی۔ اس وقت قدرتی طور پر جذباتی لحاظ سے ہمیں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد بھی آ رہی ہے کہ جس منصوبہ کو انہوں نے شروع کیا تھا اس کا افتتاح بھی اپنے ہاتھوں سے فرماتے۔ لیکن بہرحال جو الٰہی تقدیر ہے اس پر ہمیں راضی رہنا چاہئے اور اسی پر ہم راضی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی حضور کے لئے دعا نکلتی ہے اور دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

پھر فروری ۲۰۰۱ء میں حضورؒ نے اس میں تھوڑی سی انتظامی تبدیلیاں کیں اور پانچ ملین پاؤنڈ کی مزید تحریک فرمائی اس مسجد کو مکمل کرنے کے لئے اور انتظامی لحاظ سے اس کی نگرانی مکرم رفیق حیات صاحب، امیر جماعت UK کے سپرد کی اور ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کے کوآرڈینیٹر مکرم ناصر خان صاحب تھے۔ انہوں نے ماشاء اللہ بڑی محنت سے، ان تھک محنت سے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنایا، جو منصوبہ شروع کیا گیا تھا اس کو اختتام تک پہنچایا۔ اور ان کے ساتھ کچھ دوسرے دوست بھی تھے جنہوں نے دن رات محنت کی اور قابل ذکر اس میں سے انجم عثمان صاحب ہیں اور اس کے علاوہ ساری ٹیم ہے ہر ایک کا فرداً فرداً نام لینا مشکل ہے۔ اس لئے تمام وہ احباب جنہوں نے دن رات ایک کر کے مسجد کی تکمیل میں حصہ لیا ان سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان خدام کو، Volunteers کو بھی جنہوں نے وقار عمل کیا۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

پھر انگلستان کی جماعت کے علاوہ دنیا بھر کے مخلصین مردوں نے، عورتوں نے دل کھول کر اس مسجد کی تعمیر میں مالی قربانیاں پیش کیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ، عورتوں نے اپنے زیورات پیش کر کے اپنی روایات کو زندہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مالی قربانیوں کے علاوہ مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ اس میں قادیان کے اور جرمنی کے خدام کو نمایاں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو خدمت کرنے والوں کو جنہوں نے مالی قربانی کی یا وقت کی قربانی کی اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برساتے ہوئے ہمیشہ نوازتا رہے۔

اب اس مسجد کے نقشے کے بارہ میں کچھ عرض کر دوں۔ اس کا مسقّف حصہ یعنی Covered Area تقریباً ۳۵۰۰ مربع میٹر ہے۔ (تین ہزار پانچ سو مربع میٹر) جس میں اندازاً چار ہزار کے قریب نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور مسجد کے اس کامپلیکس کے ساتھ ملحقہ بڑے بڑے ہال بھی ہیں، ان کو بھی شمار کر لیا جائے تو تقریباً دس ہزار آدمی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد میں جو کارپٹ بچھایا گیا ہے۔ اس میں بھی امریکہ کے ایک دوست منور احمد صاحب نے بڑی محنت سے وہاں سے کارپٹ مہیا کیا اور خود آ کے اپنی ٹیم کے ساتھ اس کو بچھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزاء دے۔ االلہ کرے جماعت کو ہی موقع ملے کہ اس سے بھی بڑی مسجدیں بنائے لیکن اس وقت تک یہ یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ بلکہ اکیسویں صدی کی جدید سہولیات سے بھی آراستہ ہے جسے اسلامی روایات کے تابع اسلامی فن تعمیر کا خاص خیال رکھتے ہوئے تعمیر کیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد ہمیشہ یورپ میں اسلام کی صلح، امن اور آشتی کی خوبصورت تعلیم کا حسین نمونہ پیش کرتی رہے اور نیک فطرت لوگ، ایسے لوگ یہاں آئیں جن کے دل میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ ہو اور اگلی نسلوں میں بھی تقویٰ پیدا کرنے والے ہوں اور ان کو خدا سے ملانے والے ہوں۔ اور آپ اس ثواب سے بھی حصہ لیں اور اس کے وارث ٹھہریں جس کا ذکر حدیث میں یوں آتا ہے کہ محمود بن لبیب روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) مسجد نبوی کی تعمیر نو اور توسیع کا ارادہ فرمایا تو کچھ لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اس مسجد کو اس کی اصل حالت میں ہی رہنے دیا جائے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ’’مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ ‘‘ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث علیها)

اللہ تعالیٰ ان سب کو اس ثواب کا وارث ٹھہرائے لیکن یہ یاد رکھیں کہ صرف مسجد بنا کر کام ختم نہیں ہو گیا بلکہ یہ بات ہر احمدی کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس زمانے کے امام کو پہچان کر، اس کی بیعت میں شامل ہو کر، ہم ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہو گئے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم ماننے اور اسے پورا کرنے کی وجہ سے پہلوں سے ملانے کی خوشخبری دی ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ یہ خوشخبری ہمیں مل گئی ہے، آنے والے مسیح کو ہم نے مان لیا اور کام ختم اس لئے ہم ان تمام انعامات کے وارث ٹھہر جائیں گے۔ نہیں۔ بلکہ ہمیں مستقل کوشش کے ساتھ، جدوجہد کرتے ہوئے ان مسجدوں کو آباد بھی کرنا ہوگا اور یہاں سے پیار و محبت، رواداری اور بھائی چارے کے پیغام بھی دنیا کو دینے ہوں گے۔ مسلسل دعاؤں سے اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی اور اپنی نسلوں کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انصاف کا حکم دیا ہے کہ جو شخص انصاف پر قائم ہوگا، حقوق العباد قائم کرنے والا ہوگا، جس کا ماحول اس سے کسی قسم کی تکلیف اٹھانے والا نہیں بلکہ اس سے فیض پانے والا ہوگا۔ اپنے گھر میں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، پیار اور محبت کا سلوک کرنے والا ہوگا، نیکی کی تلقین کرنے والا اور بدی سے روکنے والا ہوگا، اور کسی کی دشمنی بھی اسے عدل سے پرے ہٹانے والی نہیں ہوگی تو ایسا شخص جو انصاف اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہے جب

اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے گا، دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکارے گا، مسجد میں داخل ہوتے ہی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے پگھل رہا ہوگا، عبادت کا شوق ہوگا، ایک نماز کے لئے مسجد میں جانے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں ہوگا تو ایسے حقوق اللہ ادا کرنے والے سے یقیناً حقوق العباد بھی ادا ہوں گے۔ تو ایسے لوگوں کو حقوق اللہ یہ توجہ دلا رہے ہوں گے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کرو۔ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی طرف توجہ ہو رہی ہوتی ہے۔ اور جب اس میں خالص ہو جاؤ گے تو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نومولود بچے کی طرح معصوم حالت میں پہنچو گے۔ جس کی ایک یہ بھی تشریح کی جاتی ہے کہ جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ مختلف حالتوں سے گزرتا ہوا ایک صحتمند بچے کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی حالت میں بھی صحیح Development نہ ہو تو ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ڈاکٹر خود ہی ضائع کر دیتے ہیں۔ تو اسی طرح مرنے کے بعد روح بھی مختلف مدارج سے گزرے گی اس لئے خبردار رہو کہ مرنے کے بعد تمہاری روح، اللہ کے حضور ایسی حالت میں حاضر نہ ہو کہ شکل بالکل بگڑی ہوئی ہو۔ اس لئے ہمیشہ اللہ کا فضل اور اس کا رحم مانگتے رہو اور خالصتاً اسی کے ہو جاؤ۔

اس آیت میں ایک تو یہ حکم ہے کہ مسلمانو!، رسول خدا ﷺ پر ایمان لانے والو! تم نے اگر اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے تو لازماً تمہیں اللہ کے لئے دین کو خالص کرنا ہوگا ورنہ تم ضلالت کے گڑھے میں جا گرو گے۔ دوسرے اس میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد مسلمان اگر اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھلا بیٹھے تو ان کا اسلام صرف نام کا اسلام رہ جائے گا اور سوائے تھوڑی تعداد کے مسلمانوں کی اکثریت اس تعلیم کو بھلا دے گی اور آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی بھی فرما دی تھی کہ میرے بعد، کچھ عرصہ بعد ہی، اسلام پر ایک اندھیرے اور ظلمت کا وقت آ جائے گا۔ بالکل اندھیرا زمانہ ہوگا جیسے کہ ایک دوسری آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے بھی پہلی قوموں کی طرح راہ ہدایت کو بھلا دیا اور خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنا لیا۔ اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہمارے سے زیادہ اسلام پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اس تکبر میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے امام کو پہچاننے سے نہ صرف انکار کر رہے ہیں بلکہ آنے والے امام کا پہلی قوموں کی طرح استہزاء بھی کر رہے ہیں، اس کا تمسخرانہ انداز میں ذکر کرتے ہیں یا گندہ دہنی کی انتہاء تک پہنچے ہوئے ہیں تو ایسے لوگوں پر، ایسے گروہ پر، گمراہی لازم ہو چکی ہے۔ وہ ضلالت کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸۔ کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آ گیا ہے۔ وہ قوت اور شوکت اسلامی سلطنت کو حاصل نہیں اور دینی طور پر بھی وہ بات جو ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ میں سکھائی گئی تھی اس کا نمونہ نظر نہیں آتا۔ اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں۔ ان کے نزدیک مسلمان کتّوں اور خنزیروں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کر دیں۔ اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اس کی تائید اور روشن نشانوں کے سوا ان کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اور اسی غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

پھر فرمایا: اس وقت اسلام جس چیز کا نام ہے اس میں فرق آ گیا ہے۔ تمام اخلاق ضمیمہ بھر گئے ہیں اور وہ اخلاص جس کا ذکر ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ میں ہوا ہے، آسمان پر اٹھ گیا ہے۔ خدا کے ساتھ وفاداری، اخلاص، محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان نئے زندہ کرنے والوں میں آپ کا بھی شمار ہے۔ اس لئے مسجدوں کی آبادی کرنا آپ کا بہت زیادہ فرض ہو چکا ہے۔

فرمایا: اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری، عُجب، خود بینی، تکبر، نخوت، رعونت وغیرہ صفات رذیلہ تو ترقی کر گئے ہیں اور ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ وغیرہ جو صفات حسنہ تھے وہ آسمان پر اٹھ گئے۔ توکل تدبیر وغیرہ سب کالعدم ہیں۔ اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو۔

پھر اسی آیت میں ایک تیسری بات ہمیں تنبیہ بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اب خدا کا ارادہ ہے کہ نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں توفیق دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارادے میں شامل ہوئے اور اس امام کو مانا۔ لیکن اگر ہمارے عمل وہ نہ رہے جو خدا اور اس کا رسول ہم سے توقع کرتے ہیں تو پھر خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ کوئی اور قوم آ جائے گی، اور لوگ آ جائیں گے۔ مقصد تو انشاء اللہ پورا ہوگا لیکن ہم کہیں پیچھے نہ رہ جائیں۔

اس میں یہ تنبیہ ہے کہ اگر تم نے اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہ رکھی، دین کو اس کے لئے خالص نہ کیا تو یہ نہ ہو کہ شیطان تم پر غلبہ پا لے اس لئے ہمیشہ استغفار کرتے ہوئے، اس کے حضور جھکتے ہوئے اس سے اس کا فضل طلب کرتے رہو اور اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اعمال کے لئے اخلاص شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾۔ یہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ابدال ہو جاتے ہیں اور یہ اس دنیا کے نہیں رہتے۔ ان کے ہر کام میں ایک خلوص اور اہلیت ہوتی ہے۔ فرمایا یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاوے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا ہونے کے لئے اور خدا کو اپنا بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے، اس کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ اور ان ابدال میں شامل ہو جو اس کا حکم سامنے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح فرمایا ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ کہ مَیں نے جنّ اور انسان کو اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور پھر اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے رہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں نے پرستش کے لئے ہی جنّ و انس کو پیدا کیا ہے۔ ہاں یہ پرستش اور حضرت عزت کے سامنے دائمی حضور کے ساتھ کھڑے ہونا بجز محبت ذاتیہ کے ممکن نہیں اور محبت سے مراد یکطرفہ محبت نہیں بلکہ خالق اور مخلوق کی دونوں محبتیں مراد ہیں۔ تا کہ بجلی کی آگ کی طرح جو مرنے والے انسان پر گرتی ہے اور جو اس وقت انسان کے اندر سے نکلتی ہے وہ شریعت کی کمزوریوں کو جلا دیں اور دونوں مل کر تمام روحانی وجود پر قبضہ کر لیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا ہے اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے۔ اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا تعالیٰ کی پرستش، خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے فانی ہو جانا ہی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:

’’کیونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اس کو اپنے لئے بنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے وہ یہ ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔مَیں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے۔ اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔مَیں یہ نہیں چاہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشا نہیں ۔اسلام تو انسان کو چُست ، ہوشیار اور مُستعد بنانا چاہتا تھا۔ اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدو جہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو وہ اس کا تردّد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔نہیں، اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرنا۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

پھر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ جہاں اُس کا قرب پانے کے لئے انفرادی طور پر نوافل اور ذکر الٰہی کا طریق بتایا ، وہاں مساجد کا قیام کر کے اجتماعی عبادت کی طرف بھی توجہ دلائی تاکہ معاشرہ میں اونچ نیچ کا جو تصور ہے وہ بھی ختم ہو اور ایک محبت اور بھائی چارے کا معاشرہ قائم ہو۔

عبادت کے علاوہ قوم کے تربیتی اور دوسرے مسائل کی طرف بھی توجہ دی جائے تاکہ ایک انصاف پر مبنی معاشرہ قائم ہو سکے اور یہ ترغیب دلانے کے لئے کہ تم مسجدوں میں آؤ، ان کو آباد کرو، امیر غریب سب اکٹھے ہو کر میری عبادت کریں۔ فرمایا کہ جب اس طرح تم پانچ وقت میری عبادت کے لئے اکٹھے ہو گے تو اس کا ثواب بھی کئی گنا زیادہ ہوگا۔ اس لئے ہم اس زمانے کے امام کو ماننے والے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ صرف مسجد بنانے پر ہی خوش نہ ہو جائیں بلکہ مسجدوں کو آباد بھی کریں ورنہ ہمارے اور غیروں میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا جھکنے والے ہوں کہ کوئی انگلی کسی احمدی کی طرف یہ اشارہ کرتے ہوئے نہ اٹھے کہ مسجدیں تو بڑی خوبصورت بناتے ہیں لیکن نماز یہ کم پڑھتے ہیں۔ بلکہ کہنے والے یہ کہیں کہ اگر حقیقی عابد دیکھنا ہے، ایسے عباد الرحمٰن دیکھنے ہیں جن کے قریب شیطان نہیں پھٹکتا اور اس کے لئے دین خالص رکھنے والے ہیں تو یہ تمہیں ہر احمدی بچے، بوڑھے، مرد اور عورت میں نظر آئیں گے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے والا ہو۔ کیونکہ عبادت کا اللہ تعالیٰ نے اس قدر تاکید سے حکم فرمایا ہے کہ نماز کا جہاں بھی وقت ہو تم یہ نہ دیکھو کہ اس وقت وضو کے لئے پانی ہے یا نہیں، کپڑے صاف ستھرے ہیں یا نہیں، کوئی ایسی جگہ ہے یا نہیں جہاں تم نماز پڑھ سکو۔ بلکہ جب بھی نماز کا وقت آئے ، نماز پڑھو۔ بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک بنائی گئی ہے ۔پس میری امت کے جس فرد کو جس جگہ بھی نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز پڑھے۔تو یہ ہے تعلیم جس کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ: تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مسجدوں میں تقویٰ کی زینت کے ساتھ جایا کرو۔ مسجد تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان میں انہی نیک مقاصد کی ادائیگی ہونی چاہئے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ظاہری صفائی کا خیال رکھنے کا بھی حکم ہے، صاف ستھرا لباس ہو، گندی بدبو نہ آتی ہو، روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ لہسن پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو تاکہ ساتھ کھڑے ہوئے مومن جو پوری توجہ سے نماز پڑھنا چاہتے ہیں ان کی نماز میں خلل نہ ہو، ان کی توجہ نہ بٹے۔ بلکہ آپ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ یہ کھا کر مسجد کے قریب بھی نہ آؤ کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔

پھر زینت ظاہری کے بارہ میں اور نماز میں توجہ رکھنے کی وجہ سے وضو کا بھی حکم ہے۔ اس سے ایک تو صفائی پیدا ہوتی ہے دوسرے ذرا آدمی Active ہو جاتا ہے وضو کرنے سے اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ اور خاص طور پر جمعہ کے دن تو نہا کر آنے کو پسند کیا گیا ہے۔تو بہرحال مقصد یہ ہے کہ ظاہری طور پر بھی صفائی کا خیال رکھو تو روح کی بھی صفائی کی طرف توجہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ بھی دل میں پیدا ہوگا۔ اس ضمن میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسجدوں میں ذاتی یا دنیاداری کی باتیں کرنا بالکل منع ہے اور صرف ذکر الٰہی کے لئے یہ مسجدیں بنائی گئی ہیں اور اس طرف توجہ ہمیں دینی چاہئے۔

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں مشاعرہ کے رنگ میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور (اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ) اس میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی جائے اور مسجد میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں کریں۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی مساجد سے دور رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو اور اپنے مجانین (دیوانوں) کو اور اپنے شراء (خرید) اور اپنی بیع (فروخت) کو۔ اور اپنے جھگڑوں کو اور اپنی آواز کو بلند کرنے کو۔ اور اپنی حدود کی تنفیذ کو اور اپنی تلواریں کھینچنے کو۔ اور مساجد کے دروازوں پر (یعنی ان کے قریب) طہارت خانے بناؤ نیز جمعوں (یا اجتماع کے موقع) پر ان میں خوشبودار دھونی دو۔ (سنن ابن ماجہ)

تو اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے جس کی بالکل ہوش کی عمر نہ ہو اور ان کے رونے سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں خلل واقع ہوتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ شکر ہے کہ جماعت احمدیہ ایک پرامن جماعت ہے اور ہمارے ہاں یہ تصور بھی نہیں ہوتا کہ تلواریں کھینچی جائیں۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔ جیل میں ایک بڑا داڑھی والا مولوی ٹائپ آدمی تھا۔ مَیں نے اس سے انٹرویو لینا شروع کیا کہ تم کس طرح یہاں آئے۔ تو وہ قتل کے کیس میں آیا ہوا تھا۔ مَیں نے پوچھا یہ قتل ہوا کیسے۔ (کہنے لگا) کہ رمضان کے مہینے میں اعتکاف بیٹھا ہوا تھا کہ مسجد میں ایک آدمی آیا میرے پاس بندوق تھی مَیں نے فائر کیا اور مار دیا۔ غلطی سے فائر ہو گیا۔ مَیں نے کہا کہ بندوق تم نے وہاں رکھی کیوں تھی؟ غلطی سے فائر ہو گیا؟۔ تو یہ دشمنیاں مسجدوں میں بھی چلتی ہیں، اعتکاف بیٹھے ہوئے بھی قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں۔

پھر حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مساجد جنت کے باغات ہیں'' میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ان میں کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ '' پڑھنا۔

(ترمذی' کتاب الدعوات' باب حدیث فی اسماء اللہ الحسنی مع ذکرھا تماما)

ذکر الٰہی کرنا سے مراد یہ ہے کہ جنت کے باغ ہیں مسجد اور ذکر الٰہی کرنا وہاں کی خوراک۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ جگہیں ان کی مساجد اور شہروں کی ناپسندیدہ جگہیں ان کی مارکیٹیں ہیں۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح و فضل المساجد)

لیکن آج کل آپ دیکھیں کہ جو ناپسندیدہ جگہیں ہیں ان میں لوگ زیادہ بیٹھتے ہیں اور مساجد جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں ہیں ان میں کم بیٹھا جاتا ہے، اس طرف توجہ کم ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کو اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں۔

پھر مسجد میں تلاوت اور درس و تدریس کے بارہ میں حدیث ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم درس و تدریس کیلئے بیٹھی ہو تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔

(سنن الترمذی ، کتاب القراء ات ، باب ماجاء ان القران انزل علی سبعة احرف)

حضرت براده الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اندھیروں کے دوران مسجدوں کی طرف بکثرت چل کر جانے والوں کو قیامت کے روز نور تام عطا ہونے کی بشارت دے دو۔

تو اس سے ایک یہ بھی مراد ہے کہ یہ دنیاداری کا زمانہ ہے، اس میں مسجدیں آباد کرنے والوں کو مکمل نور عطا ہوگا اور اس کی بشارت دی گئی ہے۔

پھر حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو (اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

"اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں"۔

(ترمذی کتاب التفسیر۔تفسیر سورۃ التوبہ)

عروہ بن زبیر نے اپنے دادا عُروہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور یہ کہ ہم ان کو عمدہ تعمیر کریں اور ان کو پاک صاف رکھیں۔(مسند احمد بن حنبل)

تو مسجد کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھنا چاہئے۔مسجد کی صفائی کے ضمن میں ایک حدیث آتی ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے میری اُمّت کے اجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ خس وخاشاک بھی اجر کا باعث ہے جسے ایک شخص مسجد سے باہر پھینکتا ہے۔

مسجد کی صفائی کے لئے اگر کوئی تنکا بھی اٹھا کر باہر پھینکتا ہے تو اس کا بھی اجر ملتا ہے۔

پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مسجد سے تکلیف دینے والی چیز نکالی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، باب تطهیر المساجد وتطییبها)

پس اس مسجد میں بھی دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کی مساجد ہیں ہمیں ان کی صفائی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔صرف یہ نہیں کہ بنا لی ہے اور اس کے بعد اس کی صفائی اور Maintenance کی طرف توجہ نہ ہو۔بلکہ بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔اور ہماری مساجد کی صفائی کے معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔آنحضرت ﷺ تو بعض اوقات گند دیکھ کے خود بھی صفائی کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔تو جماعتی نظام کو اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ اگر امام کے انتظار میں کچھ دیر بیٹھنا پڑے تو بڑبڑانا شروع کر دیتے ہیں، بار بار گھڑیاں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ان کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز میں مشغول شمار ہوتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے۔اور تم میں سے ہر شخص کے لئے فرشتے یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اسے بخش دے۔ اے اللہ! تُو اس پر رحم فرما۔جب تک وہ مسجد میں ہو۔(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی القعود فی المسجد)

ہر انسان جو اس معاشرے میں رہ رہا ہے اس کی چکا چوند سے متأثر ہوتا ہے۔مادیت کا لالچ اس پر بار بار حملہ کر رہا ہوتا ہے۔شیطان اپنا پورا زور لگا رہا ہوتا ہے کہ مَیں اس شخص کو کسی طرح قابو کروں اور اس کو خدا سے دور لے جاؤں۔بعض دفعہ یہی ہوتا ہے کہ چلو یہ کام ہے، دنیاداری کا کام چھوٹا سا یہ پہلے کرلو، نماز بعد میں پڑھ لیں گے ابھی کافی وقت ہے۔تو یہ شخص اپنی روحانی سرحد کے اس دائرے کو کمزور کر رہا ہوتا ہے اور جب یہ دائرہ کمزور ہو جاتا ہے تو پھر شیطان حملہ کر کے اس کو بہت دور لے جاتا ہے۔بعض دفعہ یہی ہوتا ہے کہ چلو پڑھ لیں گے، ٹھہر کر پڑھ لیں گے۔تو پھر وہ نماز رہ ہی جاتی ہے یا پھر اتنی جلدی میں پڑھی جاتی ہے جیسے جلدی جلدی کوئی مصیبت گلے سے اتاری جائے۔تو اس سستی سے بچنا چاہئے۔مومن کا دل تو نماز کی طرف رہنا چاہئے اور اس مادی دنیا میں تو آج کل یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"کیا میں آپ کو وہ عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے"۔فرمایا وہ یہ ہے کہ:"جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو کرنا، اور مسجد کی طرف زیادہ چل کر جانا، نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔یہ رِباط ہے، یہ رِباط ہے، یہ رِباط ہے (سرحدوں پر گھوڑے باندھنا یعنی تیاریٔ جہاد)"۔(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الامر باسباغ الوضوء)

تو یہ ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنی روحانی سرحدوں کی حفاظت کرے کیونکہ جب سب مل کر اس طرح سرحدوں کی حفاظت کریں گے اور مسجدوں میں آئیں گے اور مسجدوں کو آباد کریں گے تو پھر کوئی دشمن نہیں جو کبھی ہمیں نقصان پہنچا سکے۔انشاء اللہ۔اور آپ ﷺ ہمیں یہ خوشخبری دے رہے ہیں کہ اس طرح کرو گے تو ہمیشہ محفوظ رہو گے، ہر دشمن سے بچے رہو گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:"باجماعت نماز ادا کرنا گھر اور بازار میں اکیلے پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ اجر کا موجب ہے۔تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں محض نماز کی خاطر آئے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ میں اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔اور جب وہ مسجد میں آ جاتا ہے تو جب تک نماز کے لئے وہاں رُکا ہے نماز ہی میں شمار ہوگا۔اس کے لئے ملائکہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ 'اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ' یہ حالت اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ وہ کسی اور کام یا باتوں میں مصروف نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصلوة باب الصلوة فی المسجد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہماری اس مسجد میں اس نیت سے داخل ہوا کہ بھلائی کی بات سیکھے یا بھلائی کی بات جانے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔اور جو مسجد میں کسی اور نیت سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کسی ایسی چیز کو دیکھتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہوسکتی۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ مطبوعہ بیروت)

مسجد میں آ کر نوافل پڑھنا بھی مستحب ہے۔حضرت ابوقتادہ الاَسْلَمِی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھنے سے قبل دو رکعات (نفل) ادا کرے۔(بخاری' کتاب الصلوٰۃ' باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی ہو، یعنی اللہ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوں یعنی یہ کہیں" بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ" اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔پھر کہے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ" اے اللہ میرے گناہ مجھے بخش دے "وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔اور جب مسجد سے نکلنے لگے تو یہ دعا کرے" بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول پر سلام ہو "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ" اے اللہ میرے گناہ بخش دے "وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ" اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(مسند احمد بن حنبل)

ایک حدیث میں آداب مساجد کے بارہ میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ باتیں ہیں جو مسجد میں کرنی جائز نہیں۔(۱) مساجد کو گزرنے کا راستہ نہ بنایا جائے۔(شارٹ کٹ میں یہ نہیں کہ ایک دروازے سے آئے دوسرے سے نکل گئے)۔(۲) مسجد میں اسلحہ کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔(۳) مسجد میں کمان نہ پکڑی جائے اور نہ مسجد میں تیر برسائے جائیں۔(۴) کچا گوشت لے کر مسجد سے نہ گزرا جائے۔(اس سے گند بھی پھیلتا ہے، بُو بھی پھیلتی ہے)۔(۵) مسجد میں نہ کسی پر حد جاری کی جائے اور نہ مسجد میں کسی سے قصاص لیا جائے۔اسی طرح مسجد کو بازار نہ بنایا جائے (یعنی مسجد میں خرید وفروخت نہ کی جائیں)۔

(سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، باب مایکره فی المساجد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:"حق اللہ میں بھی امراء کو وقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے۔مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں"۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۸۔جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے فرمایا:"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے، پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔محض للہ اُسے کیا جاوے۔نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو، تب خدا برکت دے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ مسجد مرصّع اور پکّی عمارت کی ہو۔بلکہ صرف زمین روک لینی چاہئے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔آنحضرت ﷺ کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔پھر حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا، اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا"۔(تو یہ بھی وہم نہیں

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

ہونا چاہئے کہ صرف کچی مسجد ہی ، چھپر ہی ہوں۔ بلکہ پختہ بھی بنوائی گئیں۔اور آنحضرت ﷺ نے جیسا کہ مَیں نے پہلے حدیث سے ذکر کیا تھا حضرت عثمانؓ نے اس کی وضاحت بھی کی تھی)۔فرمایا
''حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا، اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔شاید اسی مناسبت سے اُن کو اِن باتوں کا شوق تھا۔غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ ۹۳۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔رسول کریم ﷺ کی مسجد چھوٹی سی تھی۔کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔آنحضرت ﷺ کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خداتعالیٰ کے حکم سے گرادی گئی۔اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا یعنی ضرر رساں۔اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملادی گئی تھی۔مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۹۱۔جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ ہماری جو بھی مسجد بنے اس کی خالص بنیاد تقویٰ اللہ پر ہو اور ہمیشہ ہمارا شمار اللہ تعالیٰ کے عبادتگزاروں میں سے ہو۔اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں اور اپنی ساری مرادیں اور خواہشیں اس کے حضور پیش کرنے والے ہوں اور اس خدا کو سب قوتوں کا مالک اور سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور خالص اسی کے ہو جائیں۔اور اسی کے حکم کے مطابق و موافق مسجدوں کو آباد کرنے والے بھی ہوں۔یہ مسجد بھی اور دنیا میں جہاں بھی جماعت کی مساجد ہیں اللہ کرے کہ وہ گنجائش سے کم پڑنے لگ جائیں۔اور نمازیوں سے چھلک رہی ہوں۔یاد رکھیں اسلام اور احمدیت کی فتح اب ان مسجدوں کو آباد کرنے سے ہی وابستہ ہے۔پس اے احمدیو ! اٹھو! اور مسجدوں کی طرف دوڑو اور ان کو آباد کرو تا کہ الٰہی وعدوں کے مطابق ہم جلد از جلد اسلام اور احمدیت کی فتح کے دن دیکھ سکیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور یہ دن دیکھنے نصیب کرے۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

جماعت احمدیہ سپین کے
جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: محمد محمود شاہد بٹ۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ سپین)

جماعت احمدیہ سپین کا ۱۹واں جلسہ سالانہ ۱۵ر، ۱۶ر اور ۱۷ر اگست ۲۰۰۳ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار مسجد بشارت پیدروآباد میں بخیروخوبی منعقد ہوا۔الحمدللہ۔ اس جلسہ میں مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ نے بطور نمائندہ حضور انور شرکت فرمائی۔

پہلا دن

نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی اور کھانے کے وقفہ کے بعد ساڑھے پانچ بجے جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب نے فرمائی۔تلاوت و نظم کے بعد سب سے پہلے پیارے آقا کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جو کہ جلسہ کی کامیابی کی دعا پر مشتمل تھا۔

اس کے بعد امیر صاحب جماعت احمدیہ سپین مکرم عبدالکریم طاہر صاحب نے چوہدری حمیداللہ صاحب کا اردو اور سپینش زبان میں تعارف کروایا اور دوستوں کو تلقین کی کہ تقاریر کو غور سے سنا جائے۔

مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب نے جلسہ کی مختصر تاریخ بتائی اور جلسہ کی اہمیت کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں سے اقتباسات سنائے اور خاص طور پر فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ عنقریب قومیں اس میں آملیں گی۔

اس تقریر کے بعد اسلام کی عائلی زندگی، سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور جہاد کے بارہ میں تقاریر ہوئیں۔اور رات آٹھ بجے یہ اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

جلسہ سالانہ سپین کے دوسرے دن دو اجلاسات ہوئے۔پہلے اجلاس کا آغاز مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مبارک خان صاحب نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر سپینش احمدی مکرم قاسم عمر صاحب نے تربیتی موضوع پر کی۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے ایک حدیث ''ذکر الٰہی'' کے موضوع پر اردو، عربی اور سپینش میں سنائی۔

دوسرا اجلاس بھی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔یہ اجلاس سپینش احباب کے لئے مختص تھا۔اس میں سوال و جواب کی مجلس ہوا کرتی ہے اور غیراز جماعت احباب شرکت کرتے ہیں۔اجلاس کے شروع میں مکرم امیر صاحب نے مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کا تعارف کروایا۔اس کے بعد وکیل اعلیٰ صاحب نے خطاب فرمایا اور وضاحت کے ساتھ بتایا کہ اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔اس تقریر کا سپینش زبان میں رواں ترجمہ مکرم قمر الٰہی صاحب نے کیا۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔سوالوں کے جوابات مکرم ڈاکٹر قمر الٰہی صاحب اور ڈاکٹر منصور الٰہی صاحب نے دئے۔

اس اجلاس میں پیدروآباد اور اس کے قرب وجوار سے سپینش احباب نے شرکت کی۔پریس کی طرف سے بھی نمائندہ تشریف لائے تھے۔ تمام مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔بعد از نماز مغرب و عشاء اجلاس برخاست ہوا۔

تیسرا دن

تیسرے دن اجلاس ساڑھے دس بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے کی۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم بشارت احمد قمر صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اور مکرم ڈاکٹر عطاالٰہی منصور صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی سیرت پر تقاریر کیں۔

مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں تبلیغ کی اہمیت بیان فرمائی۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے سب کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔

اس جلسہ میں سپین کے شمال و جنوب، مشرق و مغرب نیز دو جزیروں Palma Majorca اور Gran Canari سے بھی نمائندگی ہوئی۔اس جلسہ میں کل ۷۹ مردوں اور ۳۰ لجنات و ناصرات نے شرکت کی۔سپینش غیراز جماعت اس کے علاوہ ہیں جن کی تعداد ۲۶ تھی۔

آخر میں مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی اور اس طرح یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکات سے تمام شرکاء کو وافر حصہ عطا فرمائے اور سپین میں احمدیت کے حق میں اپنی رحمت کی خاص ہوائیں چلائے۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: احمدیت نے ہمیں کیا دیا
از صفحہ نمبر ۴

کی۔زندگی وقف کی اور پہلے انگریز مبلغ کے طور پر لمبا عرصہ بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔

سیرالیون کے علی Rogers نے عالم جوانی میں احمدیت قبول کی جبکہ ان کی بارہ بیویاں تھیں۔اسلامی تعلیم کی اجازت کے مطابق صرف چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور باقیوں کو رخصت کر دیا۔

(بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔مارچ ۱۹۸۴ صفحہ ۳۰،۳۱)

امریکہ کے ایک مشہور موسیقار نے احمدیت قبول کی تو موسیقی کی رغبت بالکل ٹھنڈی پڑ گئی۔اپنی ساری مصروفیات اور ان سے ملنے والی کثیر آمد کو نظرانداز کر کے درویشانہ زندگی اختیار کر لی۔تہجد کے پابند ہو گئے۔ایسے عاشق رسول بن گئے کہ آنحضرت ﷺ کا نام لیتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے! (بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ جنوری ۱۹۸۸ صفحہ ۴۰)

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۷)

نیک اور پاکیزہ تبدیلیوں کے یہ واقعات کوئی افسانے نہیں۔یہ حقیقتیں ہیں اور ایسی معجزانہ اور ایمان افروز حقیقتیں ہیں جن سے احمدیت کا دامن بھرا ہوا ہے۔یہ کرشمے جگہ جگہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا ہر خطہ ان پر شاہد ناطق ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

''میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے''

(سیرت المہدی مطبوعہ قادیان ۱۹۳۵ جلد اوّل صفحہ ۱۶۵)

ہندوستان کے ایک اخبار نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

''قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گردوپیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں''

(سٹیٹسمین دہلی ۱۲ فروری ۱۹۴۹ بحوالہ تحریک احمدیت از برکات احمد صاحب راجیکی مطبوعہ قادیان ۱۹۵۸ صفحہ ۱۳)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ لاکھوں کا زمانہ تو کب کا گزر چکا اب تو کروڑوں کا زمانہ آگیا ہے اور اربوں کا زمانہ بھی کچھ دور نہیں۔یہ عالمگیر روحانی انقلاب زندگی اور امید کا وہ پیغام ہے جو احمدیت نے دنیا کو دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی برحق فرمایا تھا:

''اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اسکی روشنی سے شناخت کرو گے''

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ جلد ۳، فتح اسلام صفحہ ۴۴)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁

مولوی عبدالکریم صاحب خالد مبلغ سلسلہ غانا

(عبد الوھاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا)

مورخہ ۱۰ر ستمبر ۲۰۰۳ء کو ہمارے بے حد پیارے مرکزی مبلغ مکرم عبدالکریم صاحب خالد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کا تعلق Upper west ریجن کے صدر مقام WA سے تھا۔ جماعت احمدیہ غانا کی تاریخ جماعت احمدیہ WA کی اخلاص سے بھری قربانیوں کا ذکر کئے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ WA کا ذکر ہو اور مکرم امام خالد صاحب کا نام زبان پر نہ آئے، ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ جماعت احمدیہ WA کے بانی مکرم امام صالح صاحب کی وفات کے بعد مکرم امام خالد صاحب ہی تھے جنہوں نے جماعت احمدیہ کی قیادت سنبھالی۔ آپ خدا اور رسول کی محبت سے سرشار، جماعتی محبت سے آراستہ اور سراپا اخلاص تھے۔ مکرم مولوی عبدالکریم خالد صاحب آپ ہی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم عبدالکریم خالد صاحب نے یہ تمام خوبیاں ورثہ میں پائی تھیں۔

مکرم مولوی عبدالکریم خالد صاحب نے اپنی زندگی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کرکے احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ میں داخلہ لیا اور تین سالہ مبلغین کورس امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ غانا کا طریق تھا کہ کورس کے آخر پر اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ اور اعلیٰ کردار کے حامل چار طلباء کو مزید دینی تعلیم کے حصول کیلئے جامعہ احمدیہ ربوہ (پاکستان) بھجوایا جاتا۔ آپ بھی بے حد محنتی، ذہین اور اعلیٰ کردار کے حامل تھے جن کی بنا پر آپ کو بھی جامعہ احمدیہ ربوہ بھجوایا گیا۔

ہزاروں کوس دور سے آنے والے طالب علم کیلئے نئے نئے چیلنجز کا سامنا تھا۔ زبان، رنگ و نسل کا فرق! لباس، آب وہوا، خور ونوش! قریباً سبھی کچھ مختلف تھا۔ اور پھر وطن اور عزیز و اقارب سے دُوری۔ مولوی عبدالکریم خالد صاحب نے ان چیلنجز کو قبول کیا۔ انہوں نے دن رات، اپنے کورس پر توجہ دی اور محنت اور اخلاص کے ساتھ کامیابی حاصل کرتے ہوئے شاہد کی ڈگری لئے غانا واپس لوٹے۔

آپ کو ایسٹرن ریجن، ویسٹرن ریجن اور برانگ اہافو ریجن میں بطور ریجنل مبلغ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ جہاں بھی گئے اپنے اخلاص محنت اور محبت سے جماعت کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور بے حد لگن اور توجہ سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

آپ جلسہ پلاننگ کمیٹی کے سرگرم رکن رہے اور جلسہ سالانہ غانا کے دوران شعبہ مہمانوازی کے نگران رہے۔ مجلس عاملہ کے بھی سرگرم ممبر تھے۔ صائب الرائے تھے۔ جماعتی ترقی کے لئے مفید مشورے دیتے۔ جماعت کی محبت اور اسکے لئے درد آپ کے دل میں موجزن تھا۔ مجھے ایک لمبا عرصہ ان کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے انہیں بے حد محنتی، جماعت کا فدائی، اطاعت گزار اور بے حد تعاون کرنے والا پایا۔ ان کی انہی خدمات کو دیکھتے ہوئے جب ہم نے حضورؒ کی خدمت میں مولوی صاحب کو جماعت احمدیہ غانا کی نمائندگی میں جلسہ سالانہ لندن بھجوانے کی سفارش کی تو حضورؒ نے ازراہ شفقت قبول فرمائی اور انہیں ملاقات کا بھی شرف بخشا۔

آپ کو بلڈ کینسر کی تکلیف تھی۔ ان کے اعلاج کے سلسلہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تو حضورؒ نے ان کی میڈیکل رپورٹس طلب فرمائیں اور لندن میں ڈاکٹرز کا ایک بورڈ تشکیل کرکے انہیں ان رپورٹس کی روشنی میں مشورہ دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس بیماری کا ایلوپیتھی علاج میسر نہ ہونے کی صورت میں حضورؒ نے بورڈ کے مشورہ سے ہومیوپیتھی طریقۂ علاج اپنانے کا ارشاد فرمایا اور دعا بھی دی۔ اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ ہر ہفتہ انہیں تازہ خون دیا جاتا، بلڈ لیول بے حد Low تھا۔ آپ اکرا کے ایک اعلیٰ ٹیچنگ ہسپتال میں داخل تھے جہاں پروفیسرز کی نگرانی میں علاج ہو رہا تھا لیکن افاقہ نہ ہوتا تھا۔ اس بار ان کا ہومیوپیتھی سے علاج شروع ہوا۔ پیارے حضورؒ کی خصوصی درد بھری دعاؤں نے اسے بے حد برکت بخشی۔ خدا کے فضل سے آپ کی بیماری میں معجزانہ طور پر افاقہ کے آثار شروع ہوئے۔ چند ہفتوں کے اندر اندر آپ صحت یاب ہوگئے۔ ڈاکٹرز حیران و ششدر تھے کہ ایسا کیونکر ممکن ہوا۔ ڈاکٹرز نے ٹیسٹ وغیرہ کرکے انہیں صحتیاب قرار دے کر گھر واپس بھجوا دیا۔

اس موقع پر ہمارے دل اس یقین سے بھر گئے کہ خدا تعالیٰ نے Nothing can be done for Abdul Karim کہنے والے ڈاکٹرز کے باوجود ایک بار پھر ایک عبدالکریم کو موت کے منہ سے زندہ بچا لیا اور اس "عبدالکریم" کی یاد تازہ کردی جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں باؤلے کتے نے کاٹا تھا۔ اسوقت ڈاکٹرز کی مایوسی اور ناامیدی کے باجود حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اسے ایک نئی زندگی سے نوازا تھا اور موت کے منہ سے زندہ بچا لیا تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

مکرم مولوی عبدالکریم خالد صاحب صحتیاب ہوکر واپس برانگ اہافو پہنچے اور بطور مبلغ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی شروع کیں۔ خدا تعالیٰ کو شاید اس دفعہ ایک اور تقدیر دکھانی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد اچانک آپ کو بخار ہوا۔ بیماری عود کر آئی اور چند دن کے اندر اندر آپ اللہ کے حضور پیارے ہوگئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

اتفاق سے ان دنوں انصاراللہ غانا کا سالانہ اجتماع، کماسی میں ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحبان، عاملہ ممبران، سرکٹ مبلغین سمیت تمام انصار موجود تھے چنانچہ یہاں ہی مؤرخہ ۱۲ ستمبر کو نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اگلے روز مؤرخہ ۱۳ر ستمبر کو آپ کی تدفین، جماعت احمدیہ اکرافو، سنٹرن ریجن میں ہوئی۔ آپ کو جماعت احمدیہ غانا کے پہلے احمدی مکرم چیف مہدی آپا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور تین بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔ بڑی بیٹی رملہ اور دو بیٹے شبیر اور خالد احمد ابتدائی کلاسوں میں ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے اور اپنے فضل و کرم سے انہیں ہمت و حوصلہ عطا کرے اور خادم دین بنائے۔ (آمین)

❁❁❁❁❁

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے
از صفحہ نمبر ۱۶

ہے۔ عہد کریں کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی ایک یا دو برائیاں دور کرنی ہیں۔ کوئی اس وہم میں نہ رہے کہ اُس میں کوئی برائی نہیں۔ اگر کوئی اس وہم میں ہے تو اُسے بہت زیادہ استغفار کی ضرورت ہے۔

پھر حضور نے فرمایا کہ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں بنو۔ اس سے مراد آنکھ، کان اور منہ وغیرہ بھی ہیں۔ کانوں سے بری باتیں نہ سنو، منہ سے بری بات نہ کرو۔ آنکھوں سے غلط قسم کے نظارے نہ دیکھو۔ سوز فلمیں بھی اس زمرے میں آتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جب ایک شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے تو پھر آنکھ، ناک، کان اور منہ وغیرہ کو غیر محل پر کب استعمال کرسکتا ہے۔ جب ایک شخص اول درجہ کی نیکیوں کو محتاط طریقے سے بجالاتا ہے تو ادنیٰ درجے کی نیکیاں خود بخود عمل میں آنی شروع ہوجاتی ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مومنوں سے کہہ دے کہ کسی کے ستر کو آنکھ پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھیں اور باقی تمام فروج کی بھی حفاظت کریں۔ غلط قصے کہانیاں اور جھگڑوں کی باتیں نہ سنیں جائیں۔ اگر مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے تو عورتوں کو اس کے ساتھ پردہ کا حکم بھی ہے۔ اس ملک میں یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ پردہ مشکل ہے۔ یہ ایک طرح کا کمپلیکس ہے جو خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی بجائے معاشرہ کو خوش کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ معاشرتی برائیاں ان لوگوں میں اور ان کی اولادوں میں زیادہ جنم لے رہی ہیں جو پردہ نہیں کرتیں۔ حضور نے اس بارہ میں بہت توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ بعض اوقات بہت بھیانک صورتِ حال سامنے آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

آخر میں حضور انور ایدہ اللہ نے انٹرنیٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی پردہ کرنے کے زمرہ میں آتا ہے۔ بعض لڑکے لڑکی بن کر بات چیت کر رہے ہوتے ہیں۔ جب جماعت کا تعارف ہوجائے تو لڑکی خوش ہوجاتی ہے کہ چلو تبلیغ ہو رہی ہے۔ اگر آپ کی نیت صاف ہے تو دوسری طرف جو لڑکا لڑکی بن کر بیٹھا ہوا ہے آپ کو کیا پتہ کہ اس کی کیا نیت ہے۔ پھر بعض اوقات تصویروں کے تبادلے شروع ہوجاتے ہیں بعض جگہوں پر رشتے بھی ہوئے ہیں اور بھیانک نتائج سامنے آئے ہیں۔ انٹرنیٹ ایک معاشرتی برائی بن کر سامنے آرہا ہے۔ اگر تبلیغ ہی کرنی ہے تو لڑکیاں لڑکیوں ہی کو تبلیغ کریں، لڑکوں کو نہ کریں۔ یہ کام لڑکوں کیلئے ہی رہنے دیں۔ والدین اس بات پر نظر رکھیں کہ کھلے طور پر انٹرنیٹ کے رابطے نہیں ہونے چاہئیں۔ جو شعور کی عمر کے ہیں وہ خود بھی ہوش کریں۔ جن عورتوں نے غیر از جماعت مردوں سے شادیاں کی ہیں اب پشیمانی کا اظہار کرتی ہیں۔ بچوں کا رجحان زیادہ تر باپوں کی طرف ہوتا ہے کیونکہ وہاں آزادی زیادہ ہوتی ہے اگر کچھ بیٹیاں ماں کے زیر اثر جماعت سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھ رہی ہوں تو شادی کے موقع پر باپ غیر از جماعت میں ہی شادی کرنا چاہتا ہے۔ بعض باپوں کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں لیکن بعض مجبور بھی ہوتی ہیں۔ حضور انور نے نصیحت فرمائی کہ ہوش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ احمدی ماؤں کی کوکھ سے نکلنے والے بچے آپ غیروں کی گود میں دینے والی بن رہی ہوں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں بیان ہوا ہے کہ عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے اور یہ کہ موجودہ حالات میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو لٹیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والیاں بنو۔ اس میں پانچ وقت کی نمازوں کی طرف توجہ ہے۔ نمازوں کو سنوار کر، ٹھہر ٹھہر کر، غور سے ہر لفظ کو ادا کرنا۔ ذہن میں یہ بات رہے کہ ہم اللہ کے حضور حاضر ہیں اس سے مانگنے آئی ہیں۔ یہ باتیں اپنی اولادوں کے ذہنوں میں بھی ڈالیں۔ نمازوں کا اثر ذہنوں پر ہر وقت قائم رہنا چاہئے۔ ہر کام اللہ کے ذکر سے شروع کریں۔ زبانیں اللہ کے ذکر سے تر رکھی جائیں۔ درود شریف کثرت سے پڑھیں۔ خدا تک پہنچنے کا رستہ اب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے ہی ہے۔ جب بچوں کو سکول کیلئے تیار کروا رہی ہوں تو ساتھ ساتھ دعائیں جاری رکھیں اس طرح بچوں کو بھی دعاؤں کی عادت ہوگی، وہ اللہ کے فضلوں کے وارث ہوں گے نیز سکول میں اور ہر جگہ آپ کی دعاؤں کے حصار میں ہوں گے۔ خاوندوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ خاوند بیوی کا ایک دوسرے کو نماز کیلئے اٹھانا ثواب کا باعث ہے۔ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ پھر انسان کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ دنیوی چیزیں تو عارضی ہیں، ایک دن ختم ہوجائیں گی۔ آخر ایک دن اللہ کے حضور ہی حاضر ہونا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے دعائیہ فقروں کے ساتھ خطاب کو ختم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نیکیوں پر قائم فرمائے۔ آپ سب اللہ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں۔ جماعت کی تعلیم پر عمل کرنے والی ہوں۔ جماعت کا وقار بلند کرنے والی ہوں۔ اس اجتماع میں آپ نے جو کچھ سیکھا، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق آپ سب کو عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ فرانس کے

۱۲ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور روح پرور خطابات

(رپورٹ مرتبہ: فہیم احمد نیاز۔ افسر جلسہ گاہ فرانس)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان کے ساتھ جماعت احمدیہ فرانس کو اپنا ۱۲واں جلسہ سالانہ مورخہ ۵ر ستمبر سے ۷ر ستمبر ۲۰۰۳ء کو مرکزی مشن ہاؤس 'بیت السلام' میں منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جلسہ سالانہ کی خاص بات سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس میں شمولیت تھی جس وجہ سے یہ جلسہ ایک تاریخی جلسہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں یہ تیسرا جلسہ سالانہ ہے جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنفس نفیس رونق افروز ہوئے۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کا کام جلسہ سے تین ماہ قبل ہی مکرم حفیظ احمد ملک صاحب افسر جلسہ سالانہ کی قیادت میں شروع ہو چکا تھا۔ مختلف شعبہ جات کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئیں اور دوسرے ممالک کو بھی شمولیت کے دعوت نامے بھجوائے گئے۔

امسال جلسہ سالانہ کے لئے ایک بڑی مارکی پہلی دفعہ لگائی گئی۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کے لئے بھی ایک الگ مارکی کا انتظام تھا۔ مختلف شعبہ جات کے دفاتر بھی بنائے گئے۔ اس انتظام کو ۱۶ شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۴ر ستمبر بروز جمعرات مشن ہاؤس پہنچ گئے۔ مشن ہاؤس میں موجود احباب نے حضور انور کا استقبال اهلًا وَّسهلاً وَّمَرْحَبًا کہتے ہوئے کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے فوراً بعد ہی جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات سے نوازا۔

احباب جماعت فرانس اپنے آقا کے ہمراہ

پہلا دن ۔ جمعة المبارک

جلسہ سالانہ کا آغاز خطبہ جمعہ سے قبل پرچم کشائی سے ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ مکرم امیر صاحب فرانس نے فرانس کا قومی جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے درود شریف کی برکات پر ایک ایمان افروز خطبہ دیا جس میں احباب جماعت فرانس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ نے تعداد بڑھانی ہے اور مضبوط ہونا ہے تو کثرت سے درود شریف پڑھا کریں۔ نیز فرمایا کہ جلسہ کے ان ایام میں خاص طور پر درود پر توجہ دیں تو آپ آنحضرت ﷺ کے فیض سے حصہ پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

پہلا سیشن

جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ بلجیم کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں جن میں سے ایک تقریر مکرم امیر صاحب فرانس نے کی جس میں آپ نے تمام احباب جماعت فرانس کو نصیحت کی کہ وہ مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے چہروں کو مسکراہٹ سے سجائے رکھیں اور ان تین دنوں میں کثرت سے درود شریف پڑھیں جیسا کہ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں ہدایت فرمائی ہے۔

ملاقات

پہلے سیشن کے معاً بعد احباب جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جو جلسہ کے بقیہ ایام میں بھی جاری رہا۔

دوسرا دن ۔ بروز ہفتہ

دوسرے دن کا آغاز بھی جماعتی روایات کے مطابق نماز تہجد سے ہوا۔ حضور انور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی گئی اور نماز کے بعد مکرم نصیر احمد صاحب شاہد نے درس قرآن دیا۔

دوسرا دن ۔ پہلا سیشن

دوسرے دن کے پہلے سیشن کی صدارت مکرم عبدالباسط صاحب امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے کی۔ اس سیشن میں بھی دو تقاریر ہوئیں۔ ایک فرنچ زبان میں جبکہ دوسری تقریر مکرم مربی صاحب کی اردو زبان میں شہادت حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ پر تھی جس میں آپؓ کی شہادت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

مجلس سوال وجواب

احباب جماعت کے لئے فرنچ زبان میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ اس مجلس میں سوالوں کے جواب مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ بلجیم اور Mr.Samir Boukhouta صاحب نے دئے۔ چند غیر از جماعت زیر تبلیغ دوستوں نے بھی اس پروگرام میں حصہ لیا۔

تیسرا دن ۔ بروز اتوار

پہلا سیشن

اس سیشن کی صدارت مکرم سید قاسم احمد صاحب (آف ربوہ) نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی تھی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی سیرت کا نہایت مؤثر رنگ میں ذکر کیا اور بہت پیارے جانے والے آقا کی محبت بھری یاد سے تمام سامعین کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

لجنہ اماء اللہ سیشن

لجنہ اماء اللہ فرانس نے بھی اپنا ایک پروگرام منعقد کیا جس میں تین تقاریر ہوئیں۔ اس موقع پر لجنہ اماء اللہ نے ریڈ کراس (Red CRoss) ادارہ سے رابطہ کر کے عطیہ خون کا بندوبست کیا تھا چنانچہ ریڈ کراس کی گاڑی مشن ہاؤس کے اندر کھڑی کی گئی۔ لجنہ کے علاوہ انصار اور خدام نے بھی خون کا عطیہ دیا۔

جلسہ کی تمام کارروائی کا رواں ترجمہ فرنچ اور انگریزی زبان میں لجنہ اماء اللہ کے تعاون سے کیا گیا۔

تجدید بیعت

نماز ظہر و عصر سے پہلے تجدید بیعت ہوئی جس میں چند نئے احباب بھی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بیعت کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی اقتداء میں سجدہ شکر بھی ادا کیا گیا۔

آخری سیشن

تلاوت و نظم کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے جلسہ سالانہ کی روشنی میں احباب جماعت کو نصائح فرمائیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضور انور ایدہ اللہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرما رہے ہیں

اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ فرانس اپنے آقا کے ہمراہ

پروفیسر عبدالسلام

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔ لنڈن)

گارڈن فریز رسوئٹرز لینڈ میں ذرّاتی فزکس کی یورپین لیبارٹری میں کام کرتے ہیں ۔وہ فزکس کے ایک ماہنامہ میگزین کے مدیر بھی ہیں۔اس سے قبل وہ دنیا کی مختلف دانشگاہوں میں سائنس کمیونیکیشن کے لیکچرر بھی رہ چکے ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب Antimatter,The Ultimate Mirror میں دنیا بھرمیں اس موضوع پر ہونے والی ریسرچ کا ذکر کیا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ دنیا کے نامورترین ماہرین طبیعیات کے حالات کا بھی تذکرہ ہے۔اس کتاب میں ایک باب پروفیسر عبدالسلام صاحب اور اُن کی Antimatter یعنی ضدّ مادہ پر ریسرچ کے متعلق بھی پیش کیا گیا ہے۔اسی طرح عبدالسلام صاحب کے حوالہ سے احمدیت کا بھی ذکر ہے جو الفضل کے قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔ساری کتاب میں دنیا بھر سے بےشمار ماہرین طبیعیات کا ذکر ہے مگرعبدالسلام واحد مسلمان ہیں جن کا تذکرہ یہاں درج ہے۔

ستمبر ۱۹۵۶ء کی بات ہے کہ ایک تیس سالہ پاکستانی ماہرِطبیعیات عبدالسلام امریکہ میں ایک فزکس کی کانفرنس میں شمولیت کے بعد کیمبرج انگلستان واپس آرہے تھے۔انہوں نے عام پرواز کی بجائے امریکن ائیرفورس کے ایک طیارے سے واپس آنے کا فیصلہ کیا جو انگلستان کے ایک چھوٹے سے ائیر پورٹ پر اترنے والا تھا۔ان دنوں امریکن ائیرفورس یورپ میں کام کرنے والے ماہرین طبیعیات کے ساتھ بڑی فراخدلی کا سلوک کیا کرتی تھی اور انہیں امریکہ اور یورپ کے درمیان مفت سفر کی سہولت مہیا کیا کرتی تھی۔گویہ سفرمفت ہوتا تھامگر جہاز کم رفتاروالے ہوتے تھے جس سے سفرلمبا ہوجاتا تھااورپھران جہازوں میں ائیرفورس کے ملازمین کی فیملیاں بھی سفرکررہی ہوتی تھیں جن کے ساتھ بچے بھی ہونے کی وجہ سے ان کے شور کے نتیجہ میں سفراوربھی دوبھرلگتا تھا۔ان تمام مشکلات کے باوجود اس سفر کے دوران عبدالسلام امریکہ میں ہونے والی کانفرنس میں نیوکلیئرفزکس کے ایک اہم مسئلہ اورنئی دریافت پر رات بھرغور کرتے رہے۔جیسا کہ بعد میں عبدالسلام نے بتایا کہ’’ میں رات بھر اس مسئلہ پرغور کرنے کی وجہ سے سو نہ سکا۔میں رات بھر یہ سوچتا رہا کہ قدرت نے ایسا سائنسی قانون کیوں بنایا ہے۔بحراوقیانوس پارکرتے ہوئے مجھے کافی حد تک اس اہم مسئلہ کا حل مل چکا تھا‘‘۔یہ وہ مسئلہ تھا جس کے بارے میں ایک دفعہ پی ایرلز Peierls(ایک مشہور جرمن ماہرطبیعیات جو مادہ اورضد مادہ کے مضمون پراتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے) نے عبدالسلام سے جب وہ نئے نئے یورپ میں ریسرچ کے لئے آئے تھے سوال کیا تھا ۔سوال یہ تھا کہ Neutrinos(ایٹم کے اندر ذرات) کا وزن صفر کے برابرکیوں ہے؟عبدالسلام کو اس وقت خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ پی ایرلز ان کا امتحان نہیں لے رہا تھا بلکہ ان سے ایک ایسے مسئلہ کا جواب اورحل پوچھ رہا تھا جس کے بارے میں دنیا میں کسی کو بھی پتہ نہیں تھا حتیٰ کہ خود پی ایرلز بھی اس سوال کے جواب سے ناواقف تھا۔فین مین (Feynman ایک اور نامور ترین ماہرطبیعیات) کی طرح عبدالسلام کو بھی قدرت نے ایک غیرمعمولی صلاحیت عطا کی ہوئی تھی کہ وہ مشکل سے مشکل ترین سائنسی مسائل کو سمجھنے اورانہیں حل کرنے کی بے پناہ اہلیت رکھتے تھے۔اُس تکلیف دہ سفرمیں عبدالسلام نے وہ مسئلہ حل کرلیا جس کے بارے میں کئی سال پہلے پی ایرلز نے ان سے سوال کیا تھا۔عبدالسلام نے سفر کے دوران ہی فوراً نوٹ تیارکر لئے۔(اس کے بعد مصنف نے انکی تھیوری کی تکنیکی تفصیل بیان کی ہے جسے طوالت کی وجہ سے چھوڑا جارہا ہے)۔

اگلے دن عبدالسلام نے فوری طور پر اپنے کیمبرج کے آفس میں پہنچ کر چند کتب کا مطالعہ کیا اور اپنی نئی تھیوری کی نوک پلک سنوارنے کے بعد بذریعہ ٹرین برمنگھم پی ایرلز کو ملنے چلے گئے کہ دنیا کے مشہور ترین ماہرطبیعیات کو بتائے کہ چندسال قبل اس نے جو سوال پوچھا تھااس کا جواب دنیا میں پہلی دفعہ عبدالسلام کواپنی نئی تھیوری کے مطابق مل گیا ہے۔پی ایرلز اپنے گھر کے دروازہ پرعبدالسلام کوکھڑا دیکھ کرحیران ہوااور ان کا جواب سنا۔پی ایرلز نے عبدالسلام کوجواب دیا کہ اسے عبدالسلام کی تھیوری پریقین نہیں۔غالباً عبدالسلام نے پی ایرلز سے ملنے اوراپنی تھیوری کا انکشاف ذرا جلدی کردیا تھا کیونکہ ابھی مناسب وقت نہیں آیا تھا کہ اس تھیوری کا اظہار کیا جاتا۔لیکن عبدالسلام ہمت ہارنے والے نہیں تھے۔انہوں نے اپنا مضمون اپنے ایک مہربان کے توسط سے زیورخ سوئٹرز لینڈ میں پالی(Pauli) کوبھجوایا جو ذرّاتی فزکس کا باوا آدم مانا جاتا ہے۔پالی سے عبدالسلام کوایک مایوس کن جواب آیا جو یہ تھا’’میرے دوست عبدالسلام کو میرا اسلام پہنچایا جائے اوراسے کہو کہ وہ کسی اور بہترمضمون کے متعلق سوچے‘‘۔اس دوران چنداورسائنس دانوں نے بھی ریسرچ کی تو ان کے نتائج عبدالسلام کی تھیوری کے عین مطابق تھے۔جب اس کا خوب چرچا ہواتو چند ماہ کے بعد پی ایرلز نے عبدالسلام کولکھا کہ اب وہ ان کی تھیوری سے بالکل متفق ہے۔اس کے بعد بہت سے سائنس دانوں نے Neutrinos کے وزن پر ریسرچ کی مگرسب کوعبدالسلام کی تھیوری سے متفق ہونا پڑا۔ان کی اس تھیوری اوراس پر لکھے گئے مضمون نے ایک کافی پرانا مسئلہ حل کر دیا جو بہت سے ماہرین طبیعیات کے لئے پیچیدہ اورلاینحل تھااور ایٹم کوسمجھنے میں رکاوٹ بنا ہوا تھا۔

ابتدا میں ۱۹۴۹ء میں عبدالسلام نے پاکستان سے آنے کے بعد کیمرج یونیورسٹی میں بطور ریسرچ طالب علم کام شروع کیا۔انہوں نے ایٹم کے ذرّات پر حیرت انگیز تیز رفتاری کے ساتھ ایک ریکارڈ وقت میں اپنا کام مکمل کیااور بہت جلد بےشمار مضامین لکھے جو فزکس کی دنیا میں سنگِ میل کی حیثیت کے حامل ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں عبدالسلام نے پاکستان واپس جانے کا فیصلہ کرلیااورپچیس سال کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر کے طور پر کام شروع کردیا۔وہاں انہیں احساس ہوا کہ نہ وہاں ریسرچ کا مزاج ہےاور نہ ہی سہولتیں ہیں ۔نہ لائبریری ہے اور نہ کام کرنے کا شوق،ولولہ اورجذبہ ۔ہیجان خیزی کے ساتھ کام کرنا عبدالسلام کے خون میں شامل تھااور جمود کے ساتھ رہنا ان کے لئے ناممکن۔اس لئے عبدالسلام نے ۱۹۵۴ء میں اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر واپس انگلستان آنے کا فیصلہ کرلیااور یونیورسٹی میں ایک لیکچرر کے طور پرکام کرنا شروع کر دیا۔اپنی تھیوری کی وجہ سے شہرت اور کامیابیاں حاصل کرنے کے ساتھ 31 سال کی عمر میں انہیں امپیریل کالج لنڈن میں نظریاتی فزکس کا پروفیسر مقررکردیا گیا جہاں نہ صرف اپنی ریسرچ جاری رکھی بلکہ ترقی پذیرملکوں میں سائنس کی تعلیم اورترقی کے لئے ان تھک محنت کی۔

عبدالسلام کو اپنے ملک میں جس قسم کی فکری وعلمی تنہائی کا احساس ہوا تھا اسے یاد رکھتے ہوئے انہوں نے ۱۹۶۳ء میں اٹلی میں نظریاتی فزکس کا ایک انٹرنیشنل سینٹرقائم کیا جہاں دنیا کی اعلیٰ ترین ریسرچ کی جاتی ہے۔ان کا مقصد یہ تھا کہ دنیا بھر کے نوجوان سائنس دان اپنے کیریئر کے آغاز میں ہی فرنٹ لائن کی ریسرچ سے بہرہ ورہو کراپنے علم کوفروغ دیں اور جو سہولتیں انہیں اپنے ملک میں حاصل نہ ہوں ان سے اس سینٹر میں فائدہ اٹھائیں۔۱۹۷۹ء میں عبدالسلام کی زندگی اورشہرت کے عروج کا زمانہ تھاجب انہیں اپنے کام کی بناء پرنوبل پرائز دیا گیا۔دنیا بھرمیں ان پر تکریم اوراعزازات کی بارش ہونے لگی۔ان کے اپنے ملک پاکستان میں جنرل ایوب خان کے دور میں (۱۹۵۸ء۔۱۹۶۸ء)عبدالسلام کوخاصہ رسوخ حاصل تھا۔باوجود اس امرکے کہ عبدالسلام اپنے ملک میں واحد شخصیت کے حامل تھے جنہیں نوبل پرائز حاصل کرنے کا اعزاز حاصل تھا مگران کے اپنے ملک میں ان کی وہ عزت وتکریم نہ کی گئی جس کے وہ مستحق تھے۔اس کی صرف ایک وجہ تھی کہ ان کا تعلق احمدیہ فرقہ کے ساتھ تھا۔ ۱۹۷۴ء میں ذوالفقارعلی بھٹو کے دور حکومت میں جب پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا تو عبدالسلام نے حکومت پاکستان کے نیشنل سائنٹفک مشیر کے باا‌ثر اور پررسوخ عہدے کوخیر باد کہہ دیا۔

احمدی جن کومرزائی اورقادیانی بھی کہا جاتا ہے کا اعتقاد ہے کہ مرزا احمد جو کہ ہندوستان کے شمال میں انیسویں صدی میں پیدا ہوئے تھے،امام مہدی اور مسیح تھے۔یہ عقیدہ عام مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول نہیں۔احمدی پاکستان،ہندوستان اور افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔گوان کی تعداد کم ہے مگرانہیں اکثر تعصب کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ناروا داری کا سلوک کیا جاتا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں جب عبدالسلام کو نوبل پرائز دیا گیا تو ضیاء الحق نے جو اس وقت پاکستان کا صدر تھاانہیں بلوایااس وقت ان کا ایک لیکچر قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں ہونا تھامگر طالبعلموں کی ایک تنظیم جوتشدد کے لئے مشہور ہے کے شر سے بچنے کے لئے لیکچر نہ دیا جا سکا۔بینظیر بھٹو جب پہلی دفعہ پاکستان کی صدرمنتخب ہوئی تو اس نے عبدالسلام سے ملنے سے انکار کردیا۔اس کے بعد تعصّبانہ سردمہری کی انتہا اسوقت ہوئی جب لاہور کے گورنمنٹ کالج میں جہاں عبدالسلام نے تعلیم پائی تھی ایک میٹنگ میں کالج کے مایہ ناز طالب علموں کی لسٹ پڑھی گئی جس میں سب کے نام تھے صرف عبدالسلام کا نام نہیں تھا۔

عبدالسلام ۱۹۲۶ء میں برٹش انڈیا کے ایک شہر میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ان کی اعلیٰ ترین قابلیت،نہ ختم ہونے والی قوت،ذہانت و فراست اورجلدجلد ترقی کرنے کی اہلیت نے انہیں اس قابل بنادیا تھا کہ وہ ہرقسم کی ذہنی اورسیاسی مشکلات پر بڑی آسانی کے ساتھ قابو پا سکتے تھے۔ان ہی خوبیوں کی بدولت وہ جلد بین الاقوامی شہرت کے حامل بن گئے۔برصغیر ہندوپاک کے چندایک ہی لوگ ہوں گے جو اپنی زندگی میں اس مقام پر پہنچ سکے۔بجائے اس کے کہ وہ اپنی کامیابیوں اورشہرت سے محظوظ ہوتے شومئی تقدیر سے ان کی جسمانی طاقت ان کا ساتھ نہ دے سکی اورایک اعصابی بیماری کی وجہ سے صاحب فراش ہوگئے۔پہلے انہوں نے بھرپور کوشش کی کہ وہ ریسرچ اور دیگر کاموں کو جاری رکھ سکیں مگراس بیماری نے انہیں لاچار کردیا اوراپنے قائم کردہ اٹلی کے سینٹر میں بطور ڈاریکٹر کام جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔

۱۹۹۴ء میں ان کے سینٹر نے ان کے اعزاز میں ایک سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ساری دنیا سے ان کے ہم عصر سائنس دانوں ، طالب علموں اور مداحوں نے شرکت کی۔ان میں ایک بہت نامور سائنس دان فرینک ہینگ بھی شامل تھے جن کے کام اور ریسرچ سے ۱۹۵۶ء میں عبدالسلام بہت متأثر ہوئے تھے۔اس کانفرنس کے اختتام پرعبدالسلام کو یونیورسٹی آف پیٹرز برگ روس کی طرف سے اعزازی ڈگری دی گئی ۔یونورسٹی کے ریکٹر بذاتِ خود اس تقریب میں شمولیت کے لئےخصوصی طورپرتشریف لائے تھے۔عبدالسلام نے ساری تقریب اپنی ویل چیئر پر بیٹھ کردیکھی مگراپنی صحت کی خرابی کی بناپرخطاب نہ کر سکے۔تقریب کے اختتام پر سارے حاضرین بڑے صبروتحمل کے ساتھ اپنی باری کا انتظار کرتے رہے کہ وہ بذاتِ خود عبدالسلام کوان کی کامیابیوں کی مبارک باد پیش کریں۔دنیا کے مشہورترین پروفیسروں کے بعدنوجوان طالب علموں کی باری تھی۔سب سے آخر پر پاکستان کے ایک نوجوان سائنس دان کی باری تھی جسے عبدالسلام کے سینٹر میں ریسرچ کے لئے آنے کا موقعہ ملا تھا ۔اس نوجوان سائنس دان نے جھک کر عبدالسلام کومخاطب کر کے کہا’’سر!میں پاکستان سے آیا ہوا ایک طالبعلم ہوں،ہم آپ کو بیحدفخر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں‘‘۔عبدالسلام کے کندھوں میں لرزش پیدا ہوئی اوران کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔

اپنی بیماری کے ہاتھوں مجبور ہو کرعبدالسلام آکسفورڈ میں اپنے گھر منتقل ہوگئے۔ان کے لئے گفتگو کرنا مشکل ہوگئی سوائے چندان لوگوں کے جوان کی مادری زبان پنجابی میں گفتگو کرسکتے تھے۔عبدالسلام ۱۹۹۶ء میں دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے مگران کی فزکس کی دنیا کے لئے خدمات اوران کا قائم کردہ اٹلی میں سینٹراُن کی ایک اعلیٰ یادگار کے طور پر ہمیشہ قائم رہے گا۔

❀❀❀❀❀

کی دعائیں جو آپ نے شرکاء جلسہ کے لئے کی ہیں پڑھ کر سنائیں۔

حضور انور کے خطاب کے اختتام پر اور اجتماعی دعا کے بعد مکرم امیر صاحب کے ہمراہ دو عرب ائمہ نے (جنہوں نے گزشتہ سالوں میں بیعت کی تھی) حضور انور کو عرب چوغہ پہنایا۔ اس وقت تمام مارکی نعروں سے گونج اٹھی۔اس کے بعد حضور لجنہ کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔

اس جلسہ سالانہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۹ قوموں کے ۹۵۱/افراد نے شرکت کی۔جلسہ سالانہ میں ایک نہایت ایمان افروز واقعہ ہوا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور سے عرض کیا کہ حضور دعا کریں کہ حاضری ۷۰۰ تک چلی جائے۔تو حضور نے فرمایا:''مَیں تو ۹۰۰ کی دعا کر رہا ہوں''۔اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے آخری روز حاضری ۹۰۰ سے زائد رہی۔الحمد للہ علی ذلک۔ یہ حاضری فرانس میں منعقدہ آج تک کے تمام جلسوں کی حاضری سے زیادہ ہے۔

قارئین سے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ جماعت فرانس کو زیادہ سے زیادہ مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔اور تمام کارکنان جلسہ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

❀❀❀❀

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۸/نومبر ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم راجہ محمود احمد صاحب ولد راجہ محمد نواز صاحب** (چوہا سیدن شاہ) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ جو مورخہ ۲/نومبر ۲۰۰۳ء کو سڑک پار کرتے ہوئے ایک ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ایک لمبا عرصہ ربوہ میں مقیم رہے اور پچھلے سولہ سال سے اپنے چھوٹے بھائی راجہ مسعود احمد صاحب کے ساتھ لندن میں قیام پذیر تھے۔مرحوم طبیعت کے بہت سادہ تھے۔آپ کے چھوٹے بھائی راجہ داؤد احمد صاحب ناروے میں ہوتے ہیں اور ایک بھائی ربوہ میں مقیم ہیں۔

اس موقع پر حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

نماز جنازہ غائب:

(۱) محمد شاہ عالم۔صدر جماعت رگھوناتھپور باغ (ابن مکرم واحد علی صاحب مرحوم) بنگلہ دیش۔آپ کو ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو اپنے گھر میں شہید کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ آپ نماز جمعہ کے بعد اپنے گھر کے برآمدہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ساتھ والی غیر از جماعت مسجد سے کچھ لوگوں نے آکر دباؤ ڈالا کہ آپ احمدیت چھوڑ دیں ورنہ ہم آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔کافی بحث مباحثے کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ اب کامیابی نہیں ہو رہی تو انہوں نے آپ کو لکڑی کی ہاکیوں سے مارنا شروع کر دیا اور خوب زد وکوب کیا۔اس حالت میں جب آپ کو ہسپتال لے جایا گیا تو راستے میں ہی آپ شہید ہوگئے۔آپ نے ۱۹۸۹ء میں بیعت کی تھی اور آپ کی عمر ۵۶ سال تھی۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۲ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

(۲) مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان۔آپ چند دنوں کی علالت کے بعد گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم نے اپنی درویشانہ زندگی مثالی طور پر بسر کی ہے۔آپ صوم وصلوۃ کے پابند،نہایت درجہ ملنسار اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے تھے۔مرحوم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر کے بڑے بھائی تھے۔آپ کی نماز جنازہ قادیان میں ادا کی گئی۔

(۳) مکرم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو ۶۶ سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم موصی تھے۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔آپ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ڈاکٹر فیض علی صابر صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔جامعہ احمدیہ سے شاہد پاس کرنے کے بعد ۱۹۷۰ء سے مختلف جماعتوں میں بطور مربی اور پھر مرکز میں مختلف دفاتر میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے پسماندگان میں پہلی شادی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں جبکہ دوسری اہلیہ محترمہ پروفیسر حامدہ صباح صاحبہ پرنسپل گورنمنٹ جامعہ نصرت ربوہ سے دو بیٹیاں آپ کی یادگار ہیں۔

(۴) مکرم مولوی عبد الکریم خالد صاحب آف غانا۔آپ نے ۱۹۸۷ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا اور غانا میں مرکزی مشنری کے طور پر خدمات انجام دیں۔آپ ایک سال سے بیمار چلے آرہے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کے لئے بعض نسخے تجویز کئے جنہیں استعمال کرنے سے آپ کی طبیعت بہتر ہوگئی تھی۔وفات سے ایک دو ہفتے قبل آپ کو ملیریا کی شکایت ہوئی جس پر آپ نے ہومیوپیتھی ادویات کا استعمال کیا۔مگر اچانک ایک دن طبیعت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے آپ جانبر نہ ہوسکے اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کا جنازہ ۱۲/ستمبر ۲۰۰۳ء کو نماز جمعہ کے بعد کماسی میں ادا کیا گیا۔ پسماندگان میں آپ نے اہلیہ اور تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۵) مکرمہ زینب صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم جمال الدین صاحب۔ماڈل کالونی کراچی۔ ۵/ستمبر ۲۰۰۳ء کو وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ مکرم حکیم نور محمد صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آف ٹنڈو غلام علی سندھ کی بیٹی تھیں۔آپ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(۶) مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب)۔مورخہ ۳۰/ستمبر ۲۰۰۳ء کو وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(۷) مکرمہ مریم بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد حسین خادم صاحب مرحوم سابق مؤذن مسجد مبارک ربوہ و والدہ مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب ٹورانٹو کینیڈا) ۲۲/اگست ۲۰۰۳ء کو ۹۴ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ اللہ کے فضل سے 1/3 حصہ کی موصیہ تھیں۔مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند اور ساڑھے چھ سال تک اپنی طرف سے اپنے خاوند کے چندہ جات ادا کرتی رہیں اور خود بھی چندہ میں بہت باقاعدہ تھیں۔

(۸) مکرمہ راشدہ سلطانہ رشید صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد عبد الرشید صاحب برادر اصغر مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب مرحوم، لندن۔مورخہ ۲۳/اگست کو بعارضۂ قلب انتقال کر گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ مکرم چوہدری نور محمد خان صاحب سابق اسٹیشن ماسٹر ساہیوال کی بیٹی تھیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۳ سال تھی۔مرحومہ ہنس مکھ، صابر، شاکر اور سچی خوابیں دیکھنے والی نیک خاتون تھیں۔آپ بڑے حوصلے والی، خدا ترس اور راضی برضا رہنے والی تھیں۔ان کو اللہ تعالیٰ نے دو بچوں سے نوازا تھا جو کہ ان کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے۔مگر انہوں نے بے مثال صبر کا نمونہ دکھایا۔حضور رحمہ اللہ اکثر سوال و جواب کی مجالس میں رشید صاحب سے ان کا حال دریافت فرمایا کرتے تھے۔ان کی خواہش تھی کہ ان کو بچوں کے پاس ہی دفن کیا جائے۔چنانچہ ان کی خواہش کی تعمیل میں ایسا ہی کیا گیا۔

(۹) مکرم ایم نعمت اللہ پسیالا صاحب (سری لنکا)۔آپ سری لنکا پسیالا کے Pioneer احمدی تھے۔مرحوم گزشتہ چھ ماہ سے بیمار تھے۔ ۳۱/اگست ۲۰۰۳ء کو انتقال کر گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(۱۰) والدہ مکرم غلام احمد خادم صاحب مربی سلسلہ برطانیہ۔گزشتہ دنوں لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۷۵ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ نمازوں کی پابند، دینی اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک خاتون تھیں۔

(۱۱) مکرمہ استانی امۃ المنان صاحبہ والدہ مکرمہ امۃ المومن صاحبہ ٹیچر ربوہ۔کچھ عرصہ پہلے وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔نیک، ملنسار اور مخلص خاتون تھیں۔

(۱۲) مکرم چوہدری خادم حسین صاحب ربوہ۔آپ اچانک مورخہ ۱۹/اگست کو وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم وفات کے وقت اپنے حلقہ دار الصدر شرقی (ب) کے سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔نیز ان سب کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ ❀❀❀

زکوٰۃ کی تقسیم

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے تیسرا رکن ہے اور جماعت کے مالی نظام کے تحت زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں بھجوائی جاتی ہیں۔یہ رقوم حسب منشائے شریعت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتی نگرانی میں مستحقین میں تقسیم ہوتی ہیں۔کسی صاحب نصاب یا فرد جماعت یا عہدیدار کو یہ اجازت نہیں کہ وہ زکوٰۃ کی کوئی رقم یا اس کا کوئی حصہ کسی جگہ خرچ کرے۔اگر کسی عہدیدار یا کسی دوسرے فرد جماعت کے نزدیک کوئی شخص زکوٰۃ کے مال سے امداد دئے جانے کا مستحق ہو تو اسے چاہئے کہ اس غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست بھجوائے۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ رقم اپنے غریب اور محتاج رشتہ داروں میں تقسیم کرنا چاہیں تو نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے قبل از وقت منظوری حاصل کریں۔کیونکہ زکوٰۃ کے مال پر زکوٰۃ دینے والے کا یا جمع کرنے والے کا کوئی تصرف نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ کی تقسیم صرف امام وقت کا حق ہے۔(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

ماہنامہ "خالد" ربوہ مئی ۲۰۰۳ء میں اردو کے عظیم شاعر مرزا اسداللہ خاں غالبؔ کی سوانح و شاعری کا بیان مکرم فرخ شاد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

غالبؔ کا تعلق وسط ایشیا کے رہنے والے ایک ترکمانوں کے خاندان سے تھا جس نے ہندوستان ہجرت کی۔ آپ ۲۷؍دسمبر ۱۷۹۷ء کو آگرہ میں مرزا عبداللہ بیگ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابھی آپکی عمر پانچ سال تھی کہ والد ایک مہم میں گولی لگنے سے وفات پاگئے اور آپ کو آپکے چچا مرزا نصراللہ بیگ خاں نے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ نو برس کی عمر میں یہ سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تو آپ اپنے نانا خواجہ غلام حسین رئیس آگرہ کی سرپرستی میں آگئے اور سنِ شعور تک آگرہ ہی میں رہے۔

آپ نے دس بارہ سال کی عمر میں اردو میں شعر کہنا شروع کئے لیکن فارسی شاعر مرزا بیدلؔ کا رنگ اپنایا جو بڑے پیچیدہ اور مشکل گو شاعر تھے۔ اسی زمانہ میں کسی نے غالب کے کلام کا نمونہ میر تقی میر کو پیش کیا تو میر نے کہا کہ اس لڑکے کو اگر کوئی کامل اُستاد مل گیا جس نے اسے سیدھے راستہ پر ڈال دیا تو لاجواب شاعر بن جائے گا ورنہ مہمل بکنے لگے گا۔

تیرہ برس کی عمر میں غالبؔ کی شادی ایک فارسی کے شاعر نواب الٰہی بخش معروفؔ کی بیٹی امراؤ بیگم سے ہوگئی۔ چودہ برس کی عمر میں آپ کی ملاقات ایک پارسی نژاد سیاح اور عالم ہرمز سے ہوئی جس نے بعد میں اسلام قبول کرلیا اور اپنا نام عبدالصمد رکھا۔ اس سیاح سے آپ نے دو سال خوب اکتساب کیا اگرچہ شاعری میں کسی کے شاگرد نہیں ہوئے۔ ۱۸۱۳ء میں آپ نے دہلی میں نقل مکانی کرلی لیکن ساری عمر کرایہ کے مکانوں میں بسر کی۔ اسی طرح ساری عمر کبھی کتاب نہیں خریدی، ہمیشہ کرایہ پر لے کر پڑھیں۔ آپ کی خوبصورتی کی وجہ سے دہلی میں آپ کو مرزا نوشہ بھی کہا جاتا تھا۔

آپ پہلے اسدؔ تخلص کرتے تھے۔ ایک بار کسی عامیانہ کلام والے شاعر کے بارہ میں سنا کہ وہ بھی اسدؔ تخلص کرتے ہیں تو آپ کا جی بیزار ہوگیا چنانچہ ۱۸۲۸ء میں غالبؔ تخلص اختیار کرلیا البتہ پہلی غزلوں میں تخلص تبدیل نہیں کیا۔

جب آپ کے چچا مرزا نصراللہ بیگ کی وفات ہوئی تو اُن کی جائیداد کی آمدنی میں سے ۷۵۰؍روپے سالانہ پنشن مقرر ہوئی۔ یہ رقم غدر (۱۸۵۷ء) تک آپ کو ملتی رہی اور پھر ہنگامۂ غدر کی وجہ سے تین سال کے لئے بند رہی۔ یہ وقت بہت تنگ دستی اور عسرت کا تھا۔ فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک انگریزی مدرسہ میں فارسی کے استاد کی جگہ خالی ہوئی تو آپ بھی قسمت آزمانے وہاں پہنچے۔ لیکن بتایا گیا کہ مسلمان نہیں چاہئے۔ آپ نے کہا: آپ کو دھوکہ ہوا ہے، اگر عمر بھر ایک دن بھی شراب چھوڑی ہو تو کافر اور ایک دن بھی نماز پڑھی ہو تو مسلمان۔ مگر یہ حاضر جوابی کام نہ آئی۔

۱۸۳۰ء میں غالبؔ نے پنشن بڑھانے کے لئے کلکتہ کا سفر کیا لیکن کامیابی نہ ہوسکی۔ البتہ راستہ میں لکھنؤ ٹھہرے تو وہاں بہت قدر ہوئی۔ قریباً پونے تین سال بعد دہلی واپسی ہوئی تو ایک مخلص دوست مولوی فضل حق اور مرزا خانیؔ (کوتوال شہر) نے سمجھایا کہ مشکل لکھنے کی روش ترک کرکے عام فہم اشعار کہیں۔ ان دونوں نے غالبؔ کے کلام کی کانٹ چھانٹ کرکے بہت سا مہمل کلام نکال دیا۔ پھر غالبؔ نے آسان اور سلیس زبان میں کلام کہنا شروع کردیا۔

۱۸۴۲ء میں آپ دلّی کالج میں پروفیسری کے امیدوار ہوئے لیکن چونکہ گورنمنٹ سیکرٹری نے آپ کا استقبال نہیں کیا اس لئے کسرِشان سمجھتے ہوئے ملازمت قبول کئے بغیر واپس چلے آئے۔

آپ کو شطرنج اور چوسر کھیلنے کی عادت تھی۔ کبھی بِد کر بھی کھیلتے تھے۔ ۱۸۴۷ء میں کوتوال کو علم ہوا تو اُس نے مقدمہ کرکے چھ ماہ کی سزا دلوادی لیکن تین ماہ بعد صحت کی بنا پر رہائی ہوگئی۔ رہائی کے بعد آپ ایک شخص میاں کالے کے مکان میں رہنے لگے۔ وہاں کسی نے قید سے چھوٹنے کی مبارکباد دی تو کہنے لگے: کون قید سے چھوٹا ہے، پہلے گورے کی قید میں تھا، اب کالے کی قید میں ہوں۔

۱۸۴۹ء میں بہادر شاہ ظفرؔ نے آپ کو "نجم الدولہ دبیرالملک نظام جنگ" خطابات عطا کئے اور ایک تاریخ "مہرنیم روز" لکھنے کا حکم دیا جس کے صلہ میں پچاس روپے ماہوار مقرر کئے۔ ۱۸۵۳ء میں استاد ابراہیم ذوقؔ کی وفات کے بعد غالبؔ بادشاہ کے استاد مقرر ہوئے۔ نواب یوسف علی خان والیٔ رامپور نوعمری میں غالبؔ سے فارسی پڑھا کرتے تھے۔ جب ۱۸۵۹ء میں وہ اپنی ریاست کے حکمران بن گئے تو باقاعدگی سے آخر تک ایک سو روپیہ ماہانہ کسی ریاستی خدمت کے بغیر غالبؔ کو بھجواتے رہے۔

غالبؔ کے سات بچے ہوئے لیکن کوئی زندہ نہ رہا۔ اپنی بیوی کے بھانجے زین العابدین خاں عارفؔ کو اپنی فرزندی میں لیا تو وہ بھی نوجوانی میں فوت ہوگئے۔ اس پر ایک دردناک مرثیہ کہا:

لازم تھا کہ دیکھو مرا رستہ کوئی دن اَور
تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اَور

اس کے بعد عارف کے دو کمسن بیٹوں کی پرورش کرتے رہے۔ عمر کے آخری حصہ میں سننے کی قوت جاتی رہی، شراب نوشی اور بیماریوں نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آخر ۱۵؍فروری ۱۸۶۹ء کو ۷۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔

غالب بہت فراخ دل اور ہمدرد آدمی تھے۔ ہر خط کا جواب لکھنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے۔ کوئی ناواقف بھی اصلاح کے لئے کلام بھیجتا تو اصلاح کئے بغیر واپس نہ کرتے۔ اگر کوئی جواب کے لئے ٹکٹ بھیجتا تو ناراض ہوتے۔ شاگردوں کو عزیز دوستوں یا بیٹوں کی طرح سمجھتے۔ بڑے خوددار اور غیور آدمی تھے۔ تمام عمر کسی کی ہجو نہیں کی۔ اگرچہ زیادہ بولتے نہ تھے مگر انتہائی زندہ دل، شگفتہ مزاج اور ظریف الطبع تھے۔ ہر وقت احباب کا مجمع جما رہتا۔ لیکن مذہب سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔

اردو اور فارسی کی غالب کی گیارہ تصانیف ہیں جن میں سے دو آپ کے خطوط پر مشتمل ہیں۔ ایک فارسی کلام ہے اور ایک اردو کلام ہے۔ کلام بہت اعلیٰ پایہ کا ہے اور اس میں بلندی پرواز کے ساتھ شوخ طبعی بھی بھری ہوئی ہے۔ اکثر اشعار پہلودار ہیں یعنی غور کرنے پر نئے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

بہرا ہوں مَیں تو چاہئے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے
مَیں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

نقش کو اس کے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں
کھینچتا ہے جس قدر اتنا ہی کھنچا جائے ہے

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دَم نکلے

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" لندن جولائی و اگست ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم عطاءالمجیب راشد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

حزن کے بادل چھٹے گزری شبِ تاریک و تار
گلشنِ احمد میں پھر آئی بہار اندرِ بہار

قدسیوں میں تذکرہ ہے حضرتِ مسرورؔ کا
ہے یہی نغمہ لبوں پہ ہر کہیں لیل و نہار

مرحبا اے آنے والے! مرحبا صد مرحبا
رحمت و فضل و کرم کی بارشیں تجھ پہ سدا

محترم شیخ نصیرالدین احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷؍جون ۲۰۰۳ء میں مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری کے قلم سے مکرم شیخ نصیرالدین احمد صاحب مربی سلسلہ کا ذکرِ خیر شامل اشاعت ہے۔

آپ محترم ڈاکٹر بدرالدین صاحب کے صاحبزادے تھے جنہیں سالہا سال بورنیو میں اعزازی طور پر دعوت الی اللہ کی سعادت عطا ہوئی تھی۔ اور حضرت خان فرزند علی خانصاحب سابق امام مسجد فضل لندن آپ کے دادا تھے چنانچہ خدمت دین کا جذبہ محترم شیخ نصیرالدین احمد صاحب کو وراثت میں ملا تھا۔ آپ نے مولوی فاضل کرنے کے بعد ۱۹۴۶ء میں وقف کیا۔ پھر پاکستان میں آکر ۱۹۵۰ء میں وقف کیا اور جامعۃالمبشرین میں داخل ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں شاہد کرنے کے بعد تبلیغ کے لئے آپ کو نائیجیریا بھجوایا گیا۔ اس دوران آپ نے دنیاوی تعلیم بھی جاری رکھی اور B.A., B.T., M.A. (Arabic), M.A. (English), M.Sc (Physics) وغیرہ کی ڈگریاں بھی حاصل کرلیں۔

اکتوبر ۱۹۵۹ء میں آپ کا تبادلہ سیرالیون میں ہوگیا۔ دسمبر ۱۹۵۹ء میں جب مَیں (مضمون نگار) دوبارہ سیرالیون گیا تو آپ وہاں امیر و مربی انچارج کے طور پر فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ سیرالیون کی جماعت کا مرکز بوشہر (Bo) میں تھا۔ آپ نے مجھے اپنے ساتھ ہی کام کرنے کی ہدایت کی اور پریس اور فنانس وغیرہ کے کام میرے سپرد کردیئے۔ پھر ایک سال کے بعد مجھے فری ٹاؤن بھجوادیا۔ اس قیام کے دوران مجھے بہت قریب سے آپ کو دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ ایک باذوق، خوش طبع، ملنسار اور منکسرالمزاج انسان تھے۔ دعوت الی اللہ کا خاص جذبہ آپ میں تھا اور گفتگو نہایت مؤثر رنگ میں کرتے۔ شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔

آپ سے پہلے سیرالیون میں پرائمری سکول تو موجود تھے لیکن سیکنڈری سکول کی اجازت حکومت اس لئے نہیں دے رہی تھی کہ جماعت کے پاس کوئی کوالیفائیڈ استاد نہیں تھے۔ جب آپ نے اپنی ڈگریاں حکومت کو پیش کیں تو سکول کھولنے کی اجازت مل گئی اور ۱۹۶۰ء میں بوؔ میں پہلا احمدیہ سیکنڈری سکول جاری ہوگیا جس کے پہلے پرنسپل آپ ہی تھے۔ اس سکول کی تعمیر و ترقی کے لئے آپ نے تنہا دن رات کام کیا اور بعد میں کئی سیکنڈری سکول جماعت کو جاری کرنے کی توفیق ملی۔

آپ دو بار نائیجریا میں متعین ہوئے اور اس کے علاوہ تنزانیہ اور زیمبیا میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں قیام کے دوران جامعہ احمدیہ میں بطور پروفیسر کام کرنے کا موقع ملا اور کچھ عرصہ کے لئے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بھی پڑھاتے رہے۔

مارچ ۱۹۸۳ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے تو ۱۹۸۴ء میں امریکہ چلے گئے۔ وہیں گلے کے کینسر کی وجہ سے بیمار ہوئے اور ۱۹۹۰ء میں وفات پائی۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 | Friday, November 28, 2003 | Issue No. 48

انٹرنیٹ کا غلط استعمال ایک معاشرتی برائی بن کر سامنے آرہا ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

دلوں میں اللہ کی محبت سچ بولنے کی طرف توجہ دیں۔عہدیداروں کا احترام کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کا سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے سے خطاب

(رپورٹ : طیبہ شہناز کریم)

(لندن) :۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کو حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع مسجد بیت الفتوح،لندن سے ملحقہ طاہر ہال میں منعقد ہوا۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۶ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس آیت میں اُن خصوصیات کا ذکر ہے جو مسلمان اور مومن مردوں اور عورتوں میں ہونی چاہئیں۔ اگر یہ خصوصیات پیدا ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ نہ صرف مغفرت کا سلوک کریگا بلکہ عظیم اجر سے بھی نوازے گا۔وہ باتیں یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرنے والی بنو، سچ بولنے والی بنو، عاجزی اختیار کرنی والی بنو،صبر کرنے والی بنو،صدقہ کرنے والی بنو،روزہ دار بنو، آنکھ ، کان ، منہ اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی بنو اور اللہ کا ذکر کرنے والی بنو،اگر یہ باتیں کسی معاشرہ میں اکثریت میں پیدا ہوجائیں تو بے مثال خوبصورت معاشرہ جنم لے گا۔

حضور نے فرمایا کہ مسلمان ہونے میں اور مضبوط ایمان دلوں میں قائم ہونے میں بڑا فرق ہے۔ بادیہ نشین، گاؤں،دیہاتوں کے لوگ ایمان لے آتے تھے لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف اتنا کہو کہ ہم مسلمان ہوچکے ہیں، ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کروتو اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔اللہ کا خوف اور خشیت ہروقت تمہارے ذہن میں رہے۔تقویٰ کی باریک سے باریک راہیں ہمیشہ تمہارے مدنظر رہیں۔حضور نے فرمایا کہ اپنے بچوں کے دلوں میں بھی ایمان اس حد تک بھردو کہ اُن کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف خداتعالیٰ کی ذات ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں بعض اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ مثلاً ہمسایوں سے اچھا سلوک نہ رکھنا، آپس میں مل کر کسی کا مذاق اڑانا استہزاء کرنا، ہنسی ٹھٹھا کرنا ، اپنے بچوں کو بہت پیار کرنا اور دوسروں کے بچوں کو پرے دھکیلنا وغیرہ۔آپ نے فرمایا ان سب چیزوں کو چھوڑنا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کے احکامات کو حرزِ جاں بنانا ہوگا۔وقت پر نماز کی ادائیگی ، بڑوں کا ادب ، چھوٹوں پر شفقت ، اپنے عہدے داروں کی بات کو سننا اور ماننا ، نظامت جماعت کی پابندی ، کامل اطاعت ، فرمانبرداری ، یہ سب کام خداتعالیٰ کی خاطر کروگی تو مومن کہلاؤ گی۔

حضور نے فرمایا کہ بعض اوقات دلوں میں پرانی رنجشوں کو جگہ دی جاتی ہے اور ضد میں آکر کسی عہدیدار، کسی سیکرٹری یا کسی صدر کی بات نہیں مانی جاتی تو یاد رہے کہ نظام جماعت کے ایک عہدیدار کی بات نہ مان کر آپ خدا اور اس کے رسول کے واضح حکم کی خلاف ورزی کررہی ہوتی ہو۔دعویٰ یہ ہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ محبت ہمیں آنحضرت ﷺ سے ہے تو محبت کے تقاضے اس طرح پورے نہیں ہوتے۔محبت کرنے والے تو اپنے محبوب کی آنکھ کے اشارے کو بھی سمجھتے ہیں۔مسجد میں کوئی عہدیدار صفیں سیدھی کرنے کو یا کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے کو کہتا ہے تو آپ اُس کی بات نہ مان کر اُس کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتیں بلکہ اپنے درمیان شیطان کو جگہ دے رہی ہوتی ہیں۔حضور نے فرمایا کہ یہ بات یہیں ختم نہیں ہوگی بلکہ تمہارے بچے تمہارا عمل دیکھیں گے وہ بھی ویسا ہی کرینگے اور کسی بھی اچھی بات کہنے والے کا احترام ان کے دلوں سے اُٹھ جائے گا۔نظام جماعت کے کارکنوں اور عہدیداروں کی عزت ان کے دلوں سے ختم ہوجائے گی اور آپ کی اولادیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے بھی پرے ہٹنے والی ہوجائیں گی۔نام کے احمدی رہیں گے لیکن خلافت اور نظام جماعت کا احترام کچھ نہیں رہے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور آنحضرتؐ کی تعلیم کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں گے اور ایسے بچوں کے بگڑنے کی ذمہ دار خود مائیں ہوں گی۔

حضور نے فرمایا کہ یہاں سکولوں میں بچوں کو سوال کرنا سکھایا جاتا ہے۔سوال کرنا اچھی بات ہے اگر بچے سوال کریں تو والدین سوالوں کے جواب دیں۔ بچوں سے دوستی کا ماحول پیدا کریں،بچوں کو احساس ہو کہ ہمارے والدین ہمارے ہمدرد اور دوست ہیں۔ آپ میں خود دین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہونا چاہیے۔بچوں کیلئے دعائیں کرنے والے ہوں،نظام کا احترام سکھانے والے ہوں۔ایسے گھرانوں میں پلنے والے بچے جب شعور کی عمر کو پہنچیں گے اور ان کے دلوں میں مذہب کے متعلق سوال پیدا ہونے شروع ہوں گے تو قرآن وحدیث پڑھ کر،خلفاء کے خطبات سن کر، علماء سے پوچھ کر، کتابیں پڑھ کر وہ خود اپنے سوالوں کے جواب تلاش کر لینگے۔والدین کا بچوں کے سامنے یہ کہنا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے، بچے بڑوں کا احترام نہیں کرتے ، یہ بچوں پر ایک الزام ہے۔حضور نے فرمایا میری مراد سولہ سترہ سال کی عمر کے لڑکے لڑکیاں ہیں۔ایسے بچوں کو جب سمجھایا گیا تو فائدہ ہی ہوا ہے۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے سچ بولنے کی طرف خاص توجہ دلائی اور فرمایا کہ یہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہوجائے تو تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہوجاتی ہیں۔حضور نے وہ حدیث بیان فرمائی جس میں ایک عادی مجرم نے آنحضرت ﷺ کے حضور صرف جھوٹ چھوڑنے کا پختہ عہد کیا تھا۔اور آخر ایک دن تمام برائیوں سے پاک صاف ہوکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ جھوٹ چھوڑ کر اس کی زندگی سدھر گئی تھی۔ سچ میں بڑی برکت ہے۔سچ تمام برائیوں کو دور کر دیتا ہے۔بعض اوقات جھوٹی وجوہات رنجشوں کا باعث بنتی ہیں۔سچ کو سب سے زیادہ اہمیت دیں۔سچی گواہی دیں ، بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔ یہاں سکولوں میں سچ کی اہمیت بتائی جاتی ہے لیکن بچہ جب گھر آتا ہے تو ایسے والدین جن کو خود سچ بولنے کی عادت نہیں ہوتی وہ غیر ارادی طور پر بچوں کو جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کی تعداد بے شک تھوڑی ہی ہو لیکن ہمیں یہ تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ صبر کرنے والی بنو، تمہارے اندر وسعت حوصلہ ہونا چاہئے۔ایسا نہ ہو کہ ذراسی بات سن کر صبر کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے اور فون پر ہی لڑائیاں شروع ہوجائیں۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت شمار ہوچکی ہیں آپ کے اخلاقی معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔جانی، مالی یا کسی قسم کے نقصان پر رونا دھونا اور پیٹنا منع ہے۔اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ صبر کرنے والوں کیلئے بڑا اجر ہے۔پھر حضور نے عاجزی کی طرف توجہ دلائی کہ کہنے کو زبانی کہہ دیتی ہیں کہ میں بڑی عاجز ہوں لیکن غرور اور تکبر کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب اپنے سے کمتر کسی عورت سے باتیں کررہی ہوں۔اُس وقت عاجزی نہیں رعونت اور تکبر کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔احمدی معاشرہ ان باتوں سے بالکل پاک صاف ہونا چاہئے۔ جتنا بڑا مقام ملے اتنا ہی نیچے جھکتے چلے جاؤ پھر خدا تمہیں اونچا کرتا چلا جائے گا۔جس کے سلسلۂ بیعت میں ہم شامل ہیں، اُسے تو خدا نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں۔پس میں ہر احمدی کو عمومی طور پر اور عہدیداران کو خصوصی طور پر کہتا ہوں کہ عاجزی دکھائیں اور عاجزی کو اپنے ممبران کے اندر (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں۔اس خوبصورت خُلق کی طرف خاص توجہ دیں اور نئے عزم کے ساتھ توجہ دیں۔عاجزی دکھا کر لوگوں سے دعائیں لیں اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کی بھی ضمانت لیں۔دیکھیں خدا اپنے بندوں کی بخشش کے سامان کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ روزہ رکھنے والیاں بھی اللہ کے بہت قریب ہیں۔روزہ رکھنا ثواب ہے لیکن جب پورے لوازمات کا خیال رکھا جائے۔رمضان کا مجاہدہ اور اس کے اثرات پورے سال پر محیط ہونے چاہئیں۔راتیں عبادت میں زندہ رہیں۔قرآن پڑھنے ، سمجھنے اور عمل کرنے کی طرف خاص توجہ ہونی چاہئے ۔ پاک خیالات اور پاک زبان کا ہروقت لحاظ ہونا چاہئے۔یہ نہیں کہ آج روزہ ہے اس لئے کسی سے لڑنا نہیں، چغلی نہیں کھانی ،غیبت نہیں کرنی، کسی کو نقصان نہیں پہنچانا، کسی کے مال پر قبضہ نہیں کرنا، دو دلوں میں پھوٹ نہیں ڈالنی ، لیکن اچھا جب روزے ختم ہوں گے پھر میں بدلہ لوں گی۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان شروع ہونے والا

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔